شرف اصحاب الحدیث

کا اردو ترجمہ

فضائلِ اہلحدیث

تالیفِ لطیف

امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی رحمہ اللہ

ترجمہ و تفہیم

الشیخ خالد گرجاکھی رحمہ اللہ



نظر ثانی و تہذیب

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

﴿قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ۛ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ ؕ﴾

کہہ دیجیے میری یہی راہ ہے۔ میں اور میرے متبعین پورے یقین واعتماد کے ساتھ اللہ کی طرف بلا رہے ہیں۔'' (سورۂ یوسف:۱۰۸)

چوتھی صدی ہجری کے نامور محدث علّامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی مایۂ ناز تصنیف

''شرف اصحاب الحدیث''

کا اردو ترجمہ

فضائلِ اہلِ حدیث

تالیفِ لطیف

ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی رحمہ اللہ

ترجمہ وتفہیم

الشیخ خالد گرجاکھی رحمہ اللہ

نظرثانی وتہذیب

فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز

بنگلور (انڈیا)

کتاب ---------- فضائلِ اہلِ حدیث

تالیف لطیف ---------- ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی رحمہ اللہ

ترجمہ و تفہیم ---------- الشیخ خالد گرجاکھی رحمہ اللہ

نظر ثانی و تہذیب ---------- فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

طبع ---------- 1436ھ......2015ء

کمپوزنگ ---------- ابوصالحہ و شاہد ستار (الخبر)

کمپوزنگ سیٹنگ ---------- محمد حسن خان 0322 4382203

تعداد ---------- 3000

ناشر ---------- توحید پبلی کیشنز، بنگلور انڈیا

ہندوستان میں ملنے کے پتے

1- توحید پبلیکیشنز
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس. آر. کے. گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳، بنگلور۔ ۰۴۱ ۵۶۰

2- چارمینار بک سنٹر
چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔ ۰۵۱ ۵۶۰

3- دارالسلام کشمیر
حنیف احمد وانی، فون: ۹۴۱۹۷۴۸۲۴۵
سری نگر۔ (جموکشمیر)

4- مکتبہ السنّہ
محمد نجیب بقالی، فون: ۸۰۹۷۴۴۴۴۴۸
بھینڈی بازار، ممبئی

1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone#9900446193
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road,Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051
3-Dar us Salaam,
Hanif Ahmed Wani,
SRINAGAR(Jammu Kashmir)
Phone#9419748245
4-Maktaba As-Sunnah,
Mohammed Najeeb Bakhali,
Bhendi
Bazar,Phone#8097444448
MUMBAI(Maharastra)

فہرست مضامین

باب 1

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی حدیثیں حفظ کرنے اور انہیں دوسروں کو پہنچانے کا حکم

باب 2

اہل حدیث حق پر ہیں

باب 3

سلفِ صالحین کے خواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تصدیر

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِینُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔أَمَّا بَعْدُ :

قارئینِ کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ وبعد:

برصغیر پاک وہند میں کچھ عرصہ سے جماعتِ اہلحدیث کے خلاف ہرزہ سرائیاں کی جارہی ہیں اور تعصّب کی انتہا یہ ہے کہ بعض جوشعلے بھڑکیلے واعظ ٹائپ مولوی اہلحدیث تک ہی نہیں رہے بلکہ ان کی زبان سے خود حدیثِ رسول ﷺ کے مقدس دامن تک بھی چھینٹے جاپڑتے ہیں اور وہ بھی ان کی زبان درازی سے نہیں بچ پاتی۔

آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی اندھی تقلید اور گہرے تعصّب کے برگ وباریوں بھی دیکھنے میں آرہے کہ حال ہی میں ہندوستان کے ایک علاقے (گرم کنڈہ) میں ایک ’’معصوم‘‘ نے انتہائی بھونڈی حرکت کی۔ایک اہلحدیث عالم کو اپنے حواریوں کی مدد سے بند کرکے گن پوائنٹ پر ایک تحریر پر دستخط کروائے جس میں ایک مناظرہ میں اہلحدیث کے ہارجانے کا اعتراف لکھا ہوا تھا۔اس بیچارے’’ مفتی معصوم‘‘ صاحب کو شائد یہ علم ہی نہیں یا پھر وہ تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں کہ علم وتحقیق کے میدان میں تیر وتلوار کی نہیں قوّتِ دلیل اور استواری وتوازنِ عقل کی ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان مفتی صاحب کے پیش روحضرات میں سینہ زوری کا یہ اندازنظر نہیں آتا۔اِنہیں پتہ نہیں کیا سوجھی کہ موضوعِ مناظرہ بھی وہ رکھا جس کا فائدہ مسلمانوں کی بجائے کفار کو ہو اور وہ کل کلاں کو کہنے لگیں کہ مسلمانو! تمہارے تو اسلام کی بنیاد ہی ثابت نہیں۔تم تو اپنے کلمۂ اسلام، کلمۂ توحید، کلمۂ

طیّبہ کو ہی قرآن وسنّت سے یکجا ثابت نہیں کر سکتے ہو یہ دیکھ لو تمہارے ’’مفتی معصوم‘‘ للکار رہے ہیں۔

معلوم نہیں ان کے دلوں میں حدیث اور اہلحدیث کے خلاف اس قدر بغض وعناد کیوں بھرا ہوا ہے حالانکہ ’’حدیث‘‘ تو اللہ کے کلام کو خود اللہ تعالیٰ نے بھی کہا ہے۔(سورۃ النساء:۸۷،سورۃ الکہف:۶،سورۃ الزمر:۲۳،سورۃ الجاثیہ:۶،سورۃ الطّور:۳۴،سورۃ النجم:۵۹ سورۃ الواقعہ:۸۱،سورۃ القلم:۴۴،سورۃ المرسلات:۵۰) یا پھر یہ رسولِ اکرم ﷺ کے مقدّس ارشادات ہیں۔ان کا تحفظ کرنے، ان کی شرح کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے والوں سے یہ سلوک آخر کیوں؟

آج فرقوں کی بھر مار ہے،ایسے میں کسی جماعت کے ساتھ رہنا ضروری ہے جس کا پتہ خود نبیِ اکرم ﷺ دے کر گئے ہیں چنانچہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَوْعِظَۃً(بَلِیْغَۃً) وَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ وَ ذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، کَاَنَّھَامَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا ، قَالَ:اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِعَزَّوَجَلَّ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ تَأَمَّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدًا حَبَشِیًّا فَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافاً کَثِیْراً۔فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِا لْخُلْفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ ، عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ ، فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ))(رَوَاہُ أَبُوداؤد:٤٦٠٧ ، الترمذی:٢٦٠۔حَسَنٌ صَحِیْحٌ)

’’رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا پُر اثر وعظ فرمایا،جس سے ہمارے دل خوف زدہ ہوگئے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ہم نے عرض کیا!یہ تو گویاالوداعی وعظ معلوم ہورہا ہے۔ہمیں وصیّت فرمائیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں تقویٰ(اللہ کے خوف)اور سمع وطاعت کی تاکید کرتا ہوں۔اگرچہ تم پر کوئی حبشی

غلام امیر بنا دیا جائے۔پس تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ بہت بڑے بڑے اختلافات کو دیکھے گا (یعنی اختلافات سے دوچار ہوگا) پس تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سُنّت پر عمل پیرا ہونا لازم ہے۔اور (اس سُنّت) کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو۔اور دین میں نئی نئی باتیں داخل کرنے سے بچو اور ہر نئی بات (دین میں داخل کرنا) بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔اور ہر گمراہی آگ میں (لے جانے والی) ہے۔‘‘

اور ایک حدیث میں ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ، اَمَّا بَعْدُ۔ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اَمَّا بَعْدُ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ:))

’’بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے خطبے میں فرمایا کرتے تھے۔بہترین حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔اور بہترین طریقہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔اور بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں) نئے ایجاد کئے گئے۔اور ہر بدعت گمراہی ہے‘‘۔(مسلم،عن جابر ابن عبداللہ)

اسی طرح نبیِ اکرم ﷺ نے ناجی گروہ یا نجات یافتہ جماعت کی نشاندہی بھی فرمادی ہے اور اسی بات کی کافی وشافی تفصیل زیرِ نظر کتاب میں بھی ہے۔

توحید پبلیکیشنز،بنگلور والے ایسے متعصّب ’’معصوموں‘‘ کے ساتھ ساتھ دیگر اہلِ انصاف اور بابصیرت لوگوں کی خدمت میں چوتھی صدی ہجری کے نامور محدث ومؤرخ حافظ امام علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تصنیفِ لطیف ’’شرفُ اصحابِ الحدیث‘‘ کا اردو ترجمہ پیش کررہے ہیں۔ترجمہ برصغیر کے معروف عالم مولانا خالد گرجاکھی رحمہ اللہ نے کیا ہے اور اس پر نظرثانی کی کچھ خدمت شیخ عبدالعظیم حسن زئی اور حافظ عبدالحمید گوندل نے سرانجام دی ہے اور اب اسے افادۂ عام کیلئے اوروقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے توحید

پبلیکیشنز والوں نے اپنے قارئین تک پہنچانے کا پروگرام بنایا تو مناسب معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ دوبارہ اس پرنظر ڈال لی جائے چنانچہ اس کے مطالعہ کے دوران محسوس ہوا کہ کہیں کہیں بامحاورہ ترجمہ کی بجائے لفظی ترجمے کا ذرہ پرانا انداز غالب آ جاتا ہے۔ایسے ہی بعض دیگر امور بھی تھے جن کی اصلاح اور اردو کی نوک پلک سنوارنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔املاء وکمپوزنگ کے جدید انداز کو مدّنظر رکھ کر بعض علامتوں کا اضافہ کردیا ہے تاکہ یہ ایڈیشن عصرِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مصنّف ومترجم،مقدِّم ونظرثانی کرنے والوں اوراس کی نشرواشاعت کا اہتمام کرنے والوں کوسعادتِ دارین سے نوازے اورتمام قارئینِ کرام کو تعصّب کی عینک اتار کر اسے پڑھنے اور اس سے استفادہ کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔آمین

کتاب کے مضامین ومباحث اتنے چشم کشا ہیں کہ آپ کے اوران کے مابین زیادہ حائل رہنا اچھانہیں لگ رہالہٰذا لیجیئے ورق الٹیئے اور''شرف اصحاب الحدیث'' کا مطالعہ کیجیئے۔

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقْ وَالسَّلام-----

ابوعدنان محمدمنیرقمر
ترجمان سپریم کورٹ،الخبر
وداعیہ متعاون مکاتب جالیات الخبر،
الراکۃ،الدمام،الظہران(سعودی عرب)

۱۱/۳/۱۴۳۶ھ
۲/۱/۲۰۱۵ء

www.mohammedmunirqamar.com

Youtube Channel: m.munirqamar@gmail.com

www.facebook.com/pages/M-Munir-Qamar/208853745816433

twitter:@m.munirqamar

www.salaftube.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

(از مترجم)

اِنَّ الْحَمْدَ للّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِینُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔أَمَّا بَعْدُ :

حدیث کا لفظ عربی زبان میں گفتگو کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔گفتگو کا تعلق حق تعالیٰ سے ہو یا انبیاء علیہم السلام یا عامۃ الناس سے،مگر فنِ حدیث کی اشاعت اور رواج کے بعد یہ لفظ حقیقتِ عرفیہ کے طور پر رسول اللہ ﷺ فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ کے اقوال و افعال وغیرہ پر بولا جاتا ہے۔خصوصاً دینی امور اور اسلامی مسائل میں جب حدیث کا تذکرہ آ جائے تو اس سے مراد صرف حدیثِ نبوی ﷺ ہوگی۔ آئمہ فن کبھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ارشادات کو بھی اس میں شامل فرمالیتے ہیں۔ مؤطا امام مالک، مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ اور مسند طیالسی وغیرہ کو آثار کی کثرت کے باوجود عموماً حدیث ہی کی کتب میں شامل سمجھا گیا ہے۔

تدوینِ حدیث:

فنِ حدیث کے جمع و تدوین کی رفتار بالکل طبعی ہے۔ ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات، آپ ﷺ کی زندگی کے واقعات، آپ ﷺ کے سِیَر و مغازی اور سفر و حضر کے حالات ذہنوں میں منقّش تھے۔ جیسے دنیا میں دیکھے بھالے اہم واقعات ذہنوں میں مرتسم ہوجاتے ہیں اور سالہا سال تک وہ ذہن سے نہیں اترتے۔

عقیدت کے بناء پر یا استدلال کے لیئے آپ ﷺ کا تذکرہ ہوتا تو یہ ذہنی نقوش

حروف کی صورت اختیار کر لیتے۔بعض اوقات نبی ﷺ کے بعینہٖ الفاظ دہرائے جاتے اور عموماً الفاظ کی پابندی کی بجائے مفہوم ادا فرمایا جاتا مگر چونکہ آپ ﷺ کی طرف کسی غلط چیز کی نسبت نہ صرف حرام بلکہ اس کی جزاء حتماً جہنم تھی اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم مفہوم کی ادائیگی میں پوری احتیاط کرتے اور کوشش فرماتے کہ کوئی غلط چیز آپ ﷺ کی طرف منسوب نہ ہونے پائے۔ چند سالوں میں ان نقوش و الفاظ اور اسی دور کے محفوظ تذکروں نے علم اور فن کی صورت اختیار کر لی۔ اسلامی حکومت کی سرپرستی، عامۃ المسلمین کے احترام اور دینِ حق کی محبت کی وجہ سے اسے دنیا میں ایک مقدس اور معزز پیشہ تصور کیا گیا۔مساجد، معابد اور مدارس حدیثِ نبوی ﷺ کے تذکروں سے گونجنے لگے۔اس فن کے ماہرین کی للّٰہیت اور خلوص کا یہ مقام تھا کہ وہ بادشاہوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بادشاہ اپنی دولت ان کے قدموں میں ڈالنا فخر سمجھتے اور یہ کجکلاہانِ بے کلاہ اور تاجدارانِ بے تاج اسے بے نیازی سے ٹھکرا دیتے۔ان میں خوبی یہ تھی کہ دنیا کے ہر اعزاز سے بے نیاز تھے۔وہ اس علم کی خدمت اپنا خوشگوار فرض تصور فرماتے تھے اور اسکی حفاظت اپنا ذمہ سمجھتے تھے۔

عقائد ،اعمال، فروع اور اصول میں وہ قرآن اور سنت ہی کو حجت سمجھتے تھے اور اس کے خلاف دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ وہ قلبی طور پر مطمئن تھے کہ حق وہی ہے جو انہیں کتاب وسنت سے ملا ہے۔ اسے کسی دوسری کسوٹی پر نہیں پرکھا جاسکتا بلکہ لوگوں کی کسوٹیاں اس پر آزمائی جانی چاہئیں۔

فرعی اختلاف کا اثر:

عبادات ومعاملات وغیرہ میں فرعی اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں موجود تھے۔اس میں بعض انفرادی آراء بھی پائی جاتی تھیں مثلاً سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کا حجِ تمتّع سے انکار۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جنبی کے تیمّم سے انکار، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نماز میں تشبیک کرنا، (بوقتِ رکوع گھٹنوں کو پکڑنے کی بجائے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھنا) اور قرآنِ عزیز کے متعارف مجموعہ پر اعتراض اور سیدنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا متعۃ النکاح کے جواز کی طرف رجحان وغیرہ امور۔ مگر وہ ان چیزوں کو گوارا فرماتے تھے اور سمجھتے تھیکہ ہر آدمی اپنے فہم اور علم کا پابند ہے۔ ان اختلافات کی بنیاد نہ تو عناد پر ہے نہ جامد تقلید پر بلکہ اہلِ علم نے جو کچھ نیک دلی سے سمجھا اس پر عمل کر لیا۔ اہل ِحدیث نے فرعی اختلافات میں اپنے مسلک اور مکتبِ فکر کی بنیاد اسی روش پر رکھی۔ آئمہ تابعین کا بھی یہی طریق رہا۔ اس کا پتہ کتبِ حدیث ،شروحِ حدیث اور فقہاء حدیث کی تصانیف سے تفصیلاً چل سکتا ہے کہ کس وسعتِ قلبی سے ان اختلافات کو گوارا و برداشت فرمایا گیا۔ اس اختلاف سے وحدتِ اسلامی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ عقائد اور اصول میں اس وقت کوئی اختلاف نہیں ہوا تھا اور اگر کہیں کوئی بدعی عقیدہ پیدا ہوا تو اسے دبا دیا گیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حروریہ سے مناظرہ (جامع بیان العلم و فضیلہٖ لابن عبدالبرّ، ص 103، ج2ص 196، ج2) اورسیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صبیغ اسلمی کی سرکوبی سے واضح ہوجاتا ہے کہ عقائد میں اختلاف گوارا نہیں کیا جاتا تھا۔

اہلحدیث کا مسلک بھی یہی تھا کہ فروع میں اپنی تحقیق پر عمل کیا جائے۔ اختلاف کو گوارا کیا جائے اس میں تشدد نہ کیا جائے اور اصول کی پوری پختگی سے پابندی کی جائے۔

عباسی انقلاب کا اثر:

دوسری صدی ہجری کے آغاز میں اموی حکومت کا چراغ گُل ہوگیا اور اس کی جگہ عباسی حکومت نے لے لی اور وہ قلمدانِ وزارت پر قابض ہوگئے۔ فارسی عناصر آگے بڑھے، عرب معتوب ہوکر حکومت سے دور دور رہنے لگے۔ یونانی نظریات نے اسلامی روایات کو متاثر کرنا شروع کیا۔ اسلامی عقائد میں شکوک وشبہات پیدا ہونا شروع ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی تقلید اور جمود نے فرعی اختلافات کی سرپرستی شروع کی اور جمود کے سایہ میں چار مکاتب، اسلام کی ترجمانی کے ذمہ دار قرار پائے اور بتدریج تقلید کو واجب کہا جانے لگا۔

یہ دونوں امر مسلک اہلحدیث کے مزاج اور اس کے خمیر سے مناسبت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے آئمہ حدیث نے دونوں مقام پر علیحدگی اختیار کی بلکہ ضرورت اور استعداد کے

مطابق اس سے تصادم فرمایا۔ آئمہ حدیث کی حیثیت افراط وتفریط میں برزخ اور مقام اعتدال کی رہی۔ عقائد میں فلاسفہ متکلّمین کے غلوّ سے الگ تاویل کی ظلمتوں سے بچ کر انہوں نے کتاب وسنت کے دامن میں پناہ لی۔ امام احمد بن حنبل، امام عبدالعزیز کنانی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن القیم رحمۃ اللہ علیہم، وغیرہ کی تصنیفات اسکی صریح شاہد ہیں کہ ان لوگوں نے فلسفہ اورعلمِ کلام کو سمجھ کر اسی زبان اوراسی لب ولہجہ میں ان کی کمزوریوں کو واضح فرمایا۔ صحیحین وسننِ اربعہ اورفنِ حدیث کی دوسری کتابیں اس کی بیّن دلیل ہیں۔

محدّثین احادیث کو بلا تعصّب نقل کرتے ہیں۔ رجال کا تذکرہ بھی اسی انداز سے کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں عملاً اگرچہ کسی کو ترجیح ہو لیکن نقل میں کمی بیشی نہیں کرتے۔ کلام اورفقہ کے علاوہ بھی ہر مقام اختلاف میں ان کے سوچنے کا یہی طریق ہے، وہ اپنی تحقیقی راہ رکھتے ہیں جس میں حزم اوراعتدال ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ایک مغالطے کا ازالہ:

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اہلحدیث صرف ان لوگوں کا نام ہے جنہوں نے فنِ حدیث کو جمع کیا اوراسانید ومتون کو حسبِ ضرورت مرتّب اور مدوّن کیا۔

یقیناً آئمہ حدیث نے یہ خدمت بڑی جانفشانی سے سرانجام دی اوراس پر بڑی محنت فرمائی۔ پوری تین صدیاں حفظ، ضبط، تدوین اورعلوم سنّت کی اشاعت میں صرف فرمائیں۔ دوسرے مکاتبِ فکر کے علماء نے بھی ان لوگوں کے ساتھ تعاون کیا۔ طحاوی، ترکمانی، بیہقی اور نابلسی کا نام ان میں سرفہرست ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ میں بڑے بڑے اکابر نے یہ خدمت سرانجام دی ہے۔ **شکر اللہ مساعیھم**۔ یہ لوگ اس خدمت کے وقت بھی اپنے مکتبِ فکر کی رعایت نظرانداز نہیں فرماتے تھے۔

لیکن آئمہ حدیث نے فن کی خدمت بے لاگ ہوکر فرمائی۔ سب کے لئے سنت کا مواد فراہم کیا اور اپنی سوچ کا انداز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اندازِ فکر پر رکھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ومن اهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله ابا حنيفة وما لكا والشافعي واحمد فانه مذهب الصحابة الذين تلقوه عن نبيهم ومن خالف ذالك كان مبتدعا عند اهل السنة والجماعة“❶

”اہلِ سنت کا ایک قدیم اور مشہور مذہب ہے جو ان آئمہ: امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور احمد رحمۃ اللہ علیہم کی پیدائش سے بھی پہلے تھا۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب تھا جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اور جو اس کی مخالفت کرے وہ اہلِ سنت کے نزدیک بدعتی ہے۔“

حافظ سیوطی، ابو القاسم لا لکائی (418ھ) سے نقل فرماتے ہیں:

”ثم كل من اعتقد مذهبا فالىٰ صاحب مقالة التى اخذ بها فينتسب والى رايه يستند الّا اصحاب الحديث فان صاحب مقالتهم رسول الله ﷺ فهم اليه ينتسبون و الى علمه يستندون و به يستدلون ۔“❷

”ہر فرقہ اپنے مقتدا کی طرف نسبت کرتا ہے اور اس کے علم ورائے سے سند لیتا ہے۔ لیکن اہلحدیث کے صاحبِ مقالہ اور مقتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ اپنی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے استدلال کرتے اور اسی سے سند لیتے ہیں۔“

اس مکتبِ فکر کا اعتراف خود محققینِ احناف کو بھی ہے چنانچہ علاّمہ چلپی کشف الظنون میں تحریر فرماتے ہیں:

---

❶ منهاج السنة ص256ج1 .

❷ صون المنطق ص 110 .

"واکثر التصانیف فی اصول الفقه لاهل الاعتزال المخالفین لنا فی الاصول ولاهل الحدیث المخالفین لنا فی الفروع ولا اعتماد علی تصانیفهم ."❶

''اصول فقہ میں زیادہ تر تصانیف معتزلہ اور اہل حدیث کی ہیں۔ اول اصول میں ہماری مخالف ہیں اور دوسرے فروع میں ۔اور انکی تصانیف پر ہمارا اعتماد نہیں ہے۔''

علاّمہ عبدالکریم شہرستانی فرماتے ہیں :

"ثم المجتهدون من ائمة الامة محصورون فی صنفین لا یعدون الی ثالث اصحاب الحدیث و اصحاب الرأی ."❷

''آئمہ اُمت میں مجتہد دو ہی قسم کے ہیں تیسری کوئی قسم نہیں۔ اہلِ حدیث اور اہلِ الرائے۔''

اس قسم کی تصریحات مقدمہ ابن خلدون، حجۃ اللہ ، تفہیمات اورمشکل الحدیث ابن خوراک میں بکثرت ملتی ہیں۔اور یہ مغالطہ کہ اہلِ حدیث صرف اصحابِ فن کا نام ہے تعصّب کی پیداوار یا قلّتِ مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''شرف اصحاب الحدیث'' میں اسی مکتبِ فکر کے فضائل کو کسی قدر ربط سے لکھا ہے عقائد اور کلام میں ان کی مساعی اورفروع میں ان کی مقدس کوششوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔اہلِ علم اس موضوع پر یکجا اتنا موادکسی دوسری کتاب میں بمشکل ہی پاسکیں گے۔ اسے ''توحید پبلیکیشنز'' اربابِ ذوق کی خدمت میں پیش کررہا ہے اورقارئین کا تعلق کسی بھی مکتبِ فکر سے ہو، اُن سے اس مکتبِ فکر (اہلحدیث) کے متعلق انصاف کی امید رکھتا ہے۔

---

❶ مجمع قدیم ص89ج1 .

❷ الملل والنحل علٰی هامش کتاب الفصل لابن حزم ص45ج2 .

پہلی صدی ہجری سے تیسری صدی تک کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی قلمرو میں حجاز سے فارس تک اور ادھر حدودِ شام اور اقصاءِ مغرب تک ہر جگہ اصحاب الحدیث ہی چھائے ہوئے تھے۔ تدوینِ حدیث کے مدارس جابجا قائم تھے۔ آج جس دور میں سنت کو ہم سرمایۂ ایمان سمجھتے ہیں یہ اس دور کے اصحابُ الحدیث کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ ایران اور افغانستان جہاں شیعیت اور حنفیت کا طوطی بولتا ہے، وہاں اس وقت گلستانِ نبوت کے ہزاروں عندلیب اپنے خوشنوا نغموں سے ان گلزاروں کو معمور کر رہے تھے۔ آج قدرت کی بے نیازیوں کا یہ عالم ہے کہ پورا ایران رفض کے زیرِ نگین ہے جہاں کی ساری سربلندیاں محرم کی سینہ کوبی سے آگے نہیں بڑھ سکیں۔ افغانستان پر تقلیدی جمود کی گرفت اتنی مضبوط ہے کہ قرآن وسنت کا نام لینے پر بعض موحّد اصحابِ حال اولیاء اللہ کو ترک وطن کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

علّامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ چوتھی صدی کے آخر ۲۴ رجب ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت قلّتِ علم اور حکومت کے استبداد کی وجہ سے عساکرِ سنّت پیچھے ہٹ رہے تھے۔ مختلف فقہیں حکومتوں کی سرپرستی میں اپنے پاؤں جما رہی تھیں۔ مصر، شام، حجاز، عراق اور فارس ہر جگہ اسلام کی ترجمانی ان مختلف مکاتبِ کے توسّط سے ہو رہی تھی۔ حکومتیں عقیدت کی وجہ سے یا سیاسی عوامل کے سبب سے اس جامد دعوت کی سرپرستی پر مجبور تھیں۔ اور یہ بیچارے "اصحابُ الحدیث" شاہی درباروں سے دور علم کی خدمت اور سنت کی اشاعت کیلئے کسی اچھے وقت کے امیدوار و منتظر تھے لیکن یہ چوتھی صدی حریتِ فکر کی دعوت کیلئے کچھ زیادہ سازگار نہ تھی۔

ان حالات سے متاثر ہو کر خطیب بغدادی رحمہ اللہ کو "شرف اصحاب الحدیث" لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آئمہ اربعہ کی اتباع میں بڑے بڑے اصحابِ کمال اور اربابِ علم و تقویٰ موجود تھے جن کی ملّی خدمات کے سامنے آنکھیں جھکتی اور سرنگوں ہوتا ہے لیکن اصحاب الحدیث اس اندازِ فکر سے مطمئن نہ تھے۔ وہ ان شخصی پابندیوں کو کسی قیمت پر بھی پسند نہیں کرتے تھے نہ ہی وہ ان موشگافیوں کو پسند فرماتے تھے جو عقائد میں متکلّمینِ اسلام نے پیدا

کی تھیں۔فروع فقیہہ میں جہاں اجتہاد کی ضرورت تھی وہاں ان مقلّدین نے تقلید اور جمود کو ضروری سمجھا اور تحقیق واجتہاد سے گھبرانے لگے۔ اور عقائد میں جہاں صرف نصوص پر قناعت کر کے کتاب وسنت سے تمسک ضروری تھا وہاں فکر ونظر کے ایسے سیلاب بہائے کہ بسا اوقات ایمان و دیانت کی حدود کو بھی تو مسمار کر کے رکھ دیا۔ ؎

وہ ظالم گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

محدّثین اس قلب حقائق کو پسند نہیں فرماتے تھے جس کی داغ بیل چوتھی صدی میں امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے سامنے رکھی گئی تھی انہوں نے فقہ العراق پر اس انداز سے تنقید کی کہ اس کی تلخی آج بھی داعیانِ تقلید و جمود محسوس کر رہے ہیں۔

اس وقت فتنۂ عقائد فلسفہ اور کلام کی صورت میں تھا۔ آج اربابِ جمود نے عقائد کے ایسے باب کو کھولا ہے جسکا کتاب وسنت سے دور کا بھی تعلق نہیں بلکہ فقہاء عراق رحمہ اللہ بھی اس سے ناآشنا اور قُدماء متکلّمین اس سے بے خبر تھے۔ یہ ساری بے اعتدلیاں محدّثین کے معتدل طریقِ فکر کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہیں جس کی دعوت امام ابوبکر خطیب رحمہ اللہ نے شرف اصحاب الحدیث میں دی ہے۔اسی وقیع کتاب کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کو قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

عبدہٗ

(مولانا) خالد بن نور السّلفی

کان اللّٰہ لہ

گرجاکھ، گوجرانوالہ، پاکستان

مختصر حالاتِ مصنّف

امام ابوبکر الخطیب البغدادی رحمہ اللہ

نام: احمد بن علی کنیت: ابوبکر

لقب: خطیب وطن: بغداد

پیدائش: 392ہجری وفات: 463ہجری

امام ذھبی رحمہ اللہ تذکرۃ الحفّاظ (جلد3صفحہ 312) میں فرماتے ہیں:

''خطیب بغدادی رحمہ اللہ بڑے حافظ، امام اور شام وعراق کے محدّث تھے۔ آپ کے والد بھی بہت بڑے محدّث اور زنجان کے خطیب تھے۔کنیت ابوبکر اور نام احمد بن علی بن ثابت ہے۔ 24 جمادیٰ الاخریٰ 392ھ بروز جمعرات بغداد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سے آپ گیارہ سال کی عمر میں فارغ ہوگئے۔ پھر طلبِ علمِ حدیث میں لمبے لمبے سفر کیئے اور اس فن میں ایک ممتاز حیثیت حاصل کر لی۔''

ان کے شاگرد ابن ماکولا کہتے ہیں:

''خطیب رحمہ اللہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت، حفظ، ضبط، اتقان اور حدیثوں کی علّتوں اور سندوں کے جاننے اور صحیح وغریب ،مضرو منکر اور ساقط کے معلوم کرنے میں ان خاص لوگوں میں سے تھے جن کا میں نے مشاہدہ کیا ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کے بعد خطیب رحمہ اللہ جیسا کوئی محدّث پیدا نہیں ہوا۔ اور شاید خطیب نے خود بھی اپنے جیسا کسی کو نہ پایا ہوگا۔''

ابو اسحٰق شیرازی کہتے ہیں:

’’خطیب رحمہ اللہ حدیث کو پہچاننے اور یاد رکھنے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ کے مثل تھے۔‘‘

حافظ سمعانی نے فرمایا:

’’خطیب رحمہ اللہ ہیبت اور وقار والے ثقہ، معتمد، خوشخط، بڑے ضابط اور فصیح تھے حافظوں کا ان پر خاتمہ ہوگیا۔‘‘

ابن شافع نے کہا:

’’علوم حدیث میں حفظ و اتقان کا خطیب رحمہ اللہ پر خاتمہ ہوگیا۔‘‘

سمعانی کہتے ہیں:

’’خطیب رحمہ اللہ کی 52 تصنیفات ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ تاریخ ابن خلکان میں مرقوم ہے کہ خطیب رحمہ اللہ کی 100 کے قریب تصنیفات ہیں اور اگر تاریخ بغداد کے سوا ان کی اور کوئی بھی تصنیف نہ ہوتی تو صرف یہ تاریخ ہی ان کے علم وفضل اور وسعتِ معلومات کی شہادت کے لئے کافی تھی۔ تذکرۃ الحفاظ میں آپ کی بعض تصانیف کے نام بھی ہیں اوران میں اس کتاب ’’شرف اصحابُ الحدیث‘‘ کا ذکر بھی ہے۔‘‘

شجاع دہلی نے کہا ہے:

’’خطیب بغدادی امام تھے، مصنف تھے، ان جیسا کوئی نہ تھا۔‘‘

فضل بن عمر نسوی کہتے ہیں:

’’میں جامع منصور میں امام خطیب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک علوی آیا اور امام صاحب سے عرض کی کہ یہ تین سو دینار ہیں آپ انہیں قبول فرمائیں اور اپنی ضرورت میں خرچ کریں، آپ نے نہایت استغناء و لاپرواہی سے انکار کردیا۔ اس نے ان دیناروں کو آپ کی جائے نماز پرڈال دیا، آپ جھلا کر جائے نماز جھاڑ کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ شخص اپنا سامنہ لے کر اپنے دینار سمیٹ کر چل دیا۔‘‘

ابوزکریا تبری کا بیان ہے:

''میں جامع دمشق میں پڑھتا تھا اور مسجد ہی کے ایک حجرہ میں رہتا تھا کبھی کبھی امام خطیب رحمہ اللہ میرے پاس تشریف لاتے، اِدھر اُدھر کی کچھ باتیں کر کے مجھ سے فرماتے: دیکھو بھائی! ہدیہ قبول کرنا بھی مسنون طریقہ ہے۔ یہ کہہ کر ایک پڑیا میرے سامنے رکھ کر چلے جاتے۔ میں اسے کھولتا تو اس میں پانچ اشرفیاں نکلتیں جو آپ مجھے قلم دوات کے خرچ کے لئے دے جایا کرتے تھے۔''

آپ خوش آواز اور بلند آہنگ تھے جس وقت جامع مسجد میں احادیث پڑھتے تو مسجد گونج اٹھتی تھی ۔الفاظِ حدیث کے اعراب ظاہر کر کے نہایت صحت کیساتھ پڑھتے تھے۔ حج کے زمانہ میں جب آپ چاہ زمزم کے پاس پہنچتے ہیں تو اس حدیث کو یاد کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''زمزم کا پانی جس مقصد کے لیئے پیا جائے اسے پورا کرتا ہے۔''

آپ تین مقصد دل میں رکھتے اور تین مرتبہ زمزم کا پانی پیتے:

ایک تو یہ کہ تاریخ بغداد آپ لکھ سکیں۔

◆ ۲ دوسرے یہ کہ بغداد کی مشہور جامع منصور میں آپ درسِ حدیث دیں۔

◆ ۳ تیسرے یہ کہ بشر حانی کے پڑوس میں آپ دفن ہوں۔

آپ کی یہ تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔ دس ضخیم جلدوں میں آپ نے تاریخِ بغداد لکھی۔ جامع بغداد کے آپ مدرس بنے اورانتقال کے بعد آپ کی تربت بھی وہیں ہوئی جہاں آپکی دعا تھی۔ آپ کا مرتبہ حکومت کی نظر میں اتنا بڑا تھا کہ رئیس الرؤساء نے حکم دیا تھا کہ کوئی شخص وعظ اور خطبہ وغیرہ میں حدیث بیان نہ کرے جب تک کہ وہ امام خطیب رحمہ اللہ سے اجازت نہ حاصل کر لے۔ کیونکہ حدیث کی جانچ پرکھ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔

یہودیوں نے خلیفۂ اسلام کے سامنے ایک عہد نامہ پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہودِ خیبر سے جزیہ نہ لیا جائے۔ اس عہد نامہ پر بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دستخط تھے اور عہد

نامہ نبی ﷺ کا کیا ہوا بتلایا جارہا تھا۔سلطنت میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ،آخر اسے امام خطیب رحمہ اللہ کے سامنے پیش کیا گیا۔آپ نے بیک نگاہ دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ جعلی ہے، یہودیوں کی شرارت ہے۔ انھوں نے خود اسے بنا لیا ہے۔ آپ سے ثبوت طلب کیا گیا تو آپ نے فرمایا: دیکھو! اس پر ایک گواہی تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ فتح خیبر 7ھ میں ہوا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت تک اسلام بھی نہیں لائے تھے۔ وہ 8ھ میں فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے تھے۔ پھر ان کے دستخط اس عہد نامہ پر جو ان کے اسلام سے ایک سال قبل لکھا گیا کہاں سے آ گئے؟

علاوہ ازیں دوسری شہادت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے حالانکہ جنگِ خیبر سے پہلے وہ انتقال فرما چکے تھے۔ 5ھ غزوۂ خندق کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا اور 7ھ میں خیبر کی زمینیں رسول اللہ ﷺ کے قبضہ میں آئیں تو اپنے انتقال کے دو سال بعد وہ کسی عہد نامہ پر دستخط کیسے کرتے؟

یہ ایک واقعہ ہی نہیں اس جیسے بیسیوں واقعات نے دنیا کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ باور کر لیں کہ امام خطیب رحمہ اللہ اپنے زمانے کے بے مثل امام، زبردست علاّمہ اور لاثانی محدّث تھے۔

باوجود اس علم وفضل، زہد وقناعت ، بے نفسی اور بے غرضی کے آپ بڑے سخی تھے۔ محدّثین اور طلبہ حدیث کے ساتھ عموماً اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ انتقال سے پہلے اپنا تمام مال محدّثین پر تقسیم کر دیا۔ اپنی تمام کتابیں راہِ للہ وقف کر دیں۔ علمِ حدیث کے تقریباً ہر فن میں آپ کی کوئی نہ کوئی تصنیف ہے۔آپ کی تصانیف کی عام مقبولیت کا یہ عالَم ہے کہ آج تمام علماء اور طلباء ان کے یکسر محتاج ہیں مخلوق ان کی تصانیف کی طرف مائل ہے۔ بڑے بڑے بلند پایہ شعراء نے آپ کی تصانیف کی تعریف میں زورِ قلم دکھایا ہے اور ان کی حلاوت و لذت، ان کی تحقیق ان کی خوش اسلوبی، حسنِ بیان اور بلند پایہ تحقیق کو نہایت پسند کیا ہے اور بہت تعریف کی ہے بلکہ دنیا کی کسی چیز کو وہ اتنا محبوب نہیں سمجھتے جتنی محبت انہیں امام خطیب رحمہ اللہ کی تصانیف سے ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ ماہِ رمضان کے نصف میں 463ھ میں بیمار ہوئے۔ اول ذی الحجہ کو حالت نازک ہوگئی اور 7 ذی الحجہ کو انتقال ہوگیا۔ جنازہ کی نماز قاضی ابوالحسین نے پڑھائی اور آپ اپنی مقبول دعاء اور دلی تمنا کے مطابق بشر حانی کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔ ان کے جنازے کے آگے ایک جماعت یوں پکارتی جاتی تھی کہ یہ وہ شخص ہے جو حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتراض کو دفع کیا کرتا تھا۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کذب کو دور کرتے تھے۔ یہ وہ ہیں جو حدیثِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حافظ تھے۔ ان کا جنازہ اٹھانے والوں میں ابواسحٰق شیرازی رحمہ اللہ بھی تھے۔

علی بن حسین کہتے ہیں:

> ''خطیب کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے۔ میں نے اس سے خطیب کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ وسطِ جنت میں جاؤ وہاں نیکوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ نیز بعض صلحاء نے خواب میں دیکھ کر آپ کا حال پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ آرام وآسائش اور نعمت والی جنت میں ہوں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ شرح نخبہ میں فرماتے ہیں:

> ''حدیث کے ہر فن پر خطیب رحمہ اللہ کی ایک مستقل کتاب موجود ہے۔''

حافظ ابن نقطہ نے سچ ہی فرمایا ہے کہ ہر مصنف کو علم ہے کہ محدّثین خطیب رحمہ اللہ کے بعد انہی کی کتابوں سے بہرہ یاب ہوتے رہے۔

ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ امام خطیب رحمہ اللہ مصنف شرف اصحابُ الحدیث خاص خدمتِ حدیث کے لیے ہی پیدا کئے گئے تھے اور یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے۔ (رحمة الله رحمةً واسعةً)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و صلی اللّٰہ علیٰ سیدنا محمد و آلہ وسلم

دیباچہ از مصنف

شیخ امام حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہیں جس نے اپنی برگزیدہ مخلوق کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ اور اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ رسولوں کی معرفت اس دین کو بھیجا۔ اور ہمیں ان کی شریعت وملت کا پابند اور اپنے نبی کے حریم سے مدافعت کرنے والا اور آپ کی سنتوں کا عامل بنایا۔ ہم اس کی ایسی حمد وثناء کرتے ہیں، جس کے وہ لائق ہے ہم اسی سے بھلائی اور نیکی چاہتے ہیں اور ہم اس کے فضل کی زیادتی کے لئے اسی کی طرف رغبت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خاتم النّبیین، ہمارے سردار، تمام انبیاء سے افضل اور تمام مخلوق سے بہتر شخصیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے۔ اور آپ کے بہترین اور بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم پر اور قیامت تک جو بھی خلوص و بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کریں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ عزّ وجل آپ کو بھلائیوں کی توفیق دے۔ اور ہم سب کو بدعتوں اور شک وشبہ سے بچائے۔ آپ نے جو ذکر کیا ہے کہ مبتدعین لوگ سنت اور احادیث کے پابند لوگوں کی عیب گیری کرتے ہیں۔ اور حدیث کے پڑھنے اور یاد کرنے والوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ پاک نفس سچے آئمہ سے صحیح طور پر نقل کرتے ہیں اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور اُن ملحدین کی باتیں لے کر حق والوں کا مذاق اڑاتے ہیں (کہ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی استہزاء کرتا ہے اور انہیں ان کی گمراہی میں اور بڑھاتا ہے اور وہ سرکش ہوتے جاتے ہیں) یہ بات جان لیں کہ خواہش کے پیروکار لوگ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی

سیدھی راہ سے بہکا دیا ہے ان کا یہ کام کوئی تعجب خیز امر نہیں۔ ان کی ذلّت تو اسی سے ظاہر ہے کہ ان یکی نہ تو قرآنِ کریم کے احکام پر نظر ہے اور نہ ہی اس کی کھلی آیتیں ان کی دلیل ہیں۔ بلکہ ان لوگوں نے حدیثِ رسول ﷺ کو پس پشت ڈال دیا اور اللہ کے دین میں اپنی رائے اور قیاس کو دخل دیدیا۔ ان کے نوعمر لوگ ہزلیات وبیہودگی میں پڑ گئے اور ان کے عمر رسیدہ لوگ فضولیات وحجّت بازی میں مشغول ہوگئے ان لوگوں نے اپنے دین کو جھگڑوں کا نشانہ بنا لیا اور اپنی جانیں ہلاکت کے گڑھے میں اور شیطان کے پھندوں میں ڈالدیں۔ شک وشبہ کی وجہ سے حق اٹھ گیا اور وہ اس حالت کو پہنچ گئے کہ اگر ان کے سامنے احادیث رسول ﷺ کی کتابیں پیش کی جائیں تو انہیں ایک طرف ڈال دیتے ہیں اور دیکھے بغیر منہ پھیر کر بھاگنے لگتے ہیں۔ محض دینِ حق کی دشمنی میں اور مسلمانوں کے قابلِ احترام آئمہ پر طعنہ زنی کر کے احادیث پر عمل کرنے والوں اور ان کی روایت کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

ستم تو یہ ہے کہ یہ لوگ عوام میں بیٹھ کر بڑے فخر سے ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہماری تو عمر ہی علمِ کلام میں گزری ہے۔ اپنے سوا یہ تمام لوگوں کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ بس نجات وہی پائیں گے۔ اس لئے کہ وہ کسی کی نہیں مانتے اور خود کو عدل وتوحید والے سمجھتے ہیں حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کی توحید، شرک والحاد ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک اس کی مخلوق میں سے اوروں کو بھی بناتے ہیں۔ ان کے عدل کو بھی اسی طرح اگر جانچا جائے تو وہ یہ ہے کہ یہ لوگ صحیح دین اور ٹھیک راستے سے ہٹ کر کتاب وسنت کے مضبوط احکام کے خلاف ہوگئے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ایسے علم کے محتاجوں کو جب کبھی کسی مسئلہ کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ کسی فقہ کے جاننے والے کی طرف لپکتے ہیں، اسی سے مسئلہ دریافت کرتے ہیں اور اسی کے قول پر عمل کا دارومدار رکھتے ہیں۔ پھر اسی کے فتوے کو دوسروں تک پہنچاتے رہتے ہیں اور پورے مقلّد ہوجاتے ہیں حالانکہ خود کو محقق سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال سے چمٹ جاتے ہیں۔ بس ادھر فتویٰ صادر ہوا اُدھر ان کا عمل شروع ہوا حالانکہ بہت ممکن ہے کہ ان کے فتوے غلط ہوں اور ان میں غور وخوض کی ضرورت ہو۔ ہم نہیں سمجھتے کہ

تقلید کو حرام جان کر پھر بھی یہ کیوں حلال کر لی جاتی ہے؟ اور ایک گناہ کو کبیرہ جانتے ہوئے پھر اسے کس طرح آسانی سے کرنے لگتے ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ جو چیز دنیا اور آخرت میں کوئی نفع نہ دے سکے اسے پھینک دینا اور احکامِ شریعت پر کاربند ہو جانا ہی زیادہ مناسب و افضل ہے۔

ہمیں بہ سند امام مالک رحمہ اللہ کا یہ فرمان پہنچا ہے کہ وہ اس حجت بازی کو ناپسند کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک بڑھ بولا شخص آج ہمارے پاس آیا، ہم نے اس کی مانی پھر اس سے زیادہ تیز زبان کوئی اور آ گیا اور ہم نے اس کی مان لی تو پھر جبرئیل علیہ السلام جو وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ تو سب رد ہو جائیگی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے کہ دینِ اسلام کو جو شخص علمِ کلام میں ڈھونڈے وہ بے دین ہے، جو عجیب و غریب حدیثوں کے پیچھے پڑ جائے وہ جھوٹا ہے اور جو کیمیا سے مال تلاش کرے وہ مفلس ہی رہے ہوگا۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے تین مرتبہ فرمایا کہ دین صرف احادیث میں ہے، رائے و قیاس میں نہیں۔

فضل بن زیاد نے امام مالک رحمہ اللہ سے کرابیسی اور اس کے خیالات کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ یہ جو دفتر کے دفتر ان لوگوں نے رائے و قیاس کے لکھ لئے ہیں انہی سے دین پر مصیبت آئی ہے۔ انہی کتابوں کی وجہ سے احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اور ان کتابوں کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نے جو طریقے بیان فرمائے ہیں انہیں مضبوط تھامنا ہی اللہ عزّ و جل کی کتاب کی تصدیق ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور یہی اس کے دین کی قوت ہے۔ سنت پر عمل کرنے والا ہدایت والا ہے، اسے تھامنے والا غالب ہے۔ اور پس پشت ڈالنے والا مسلمانوں کی راہ سے ہٹا ہوا اور برائی میں پھنسا ہوا ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بزرگانِ سلف سے جو احادیث منقول ہیں انہی پر عامل

رہیں اگرچہ لوگ آپ کو چھوڑ دیں۔ لوگوں کی رائے اور قیاس کی تابعداری سے بچیں۔ اگرچہ وہ اپنی باتوں کو بنا سنوار کر کے پیش کریں اگر ایسا کریں گے تو آخر دم تک سیدھی راہ پر قائم رہیں گے۔

امام یزید بن ذریع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رائے قیاس کرنے والے اور اس پر چلنے والے لوگ سنتِ رسول ﷺ اور احادیثِ پیغمبر ﷺ کے دشمن ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر یہ رائے وقیاس جیسی مذموم چیز والے لوگ ان علوم میں اپنے آپ کو مشغول کرتے جو انہیں نفع پہنچا سکتے اور اگر یہ لوگ رسولِ رب العالمین ﷺ کی حدیثیں طلب کرتے اور فقہاء ومحدّثین کے آثار کی اقتداء کرتے تو وہ خود دیکھ لیتے کہ انہیں کسی اور چیز کی ضرورت باقی نہ رہتی۔ حدیثیں انہیں رائے و قیاس سے بے نیاز کردیتیں کیونکہ علمِ حدیث میں اصول، توحید، وعدے، وعید، رب العالمین کی صفتیں، جنت دوزخ کا ذکر، اچھے برے لوگوں کا انجام، آسمان و زمین کے عجائبات، ملائکہ مقربین کا ذکر، صف باندھ کر عبادت کرنے والے اور تسبیح وتقدیس بیان کرنے والے فرشتوں کا بیان، نبیوں اور رسولوں کے واقعات، زاہدوں اور اولیاء اللہ کا ذکر، بہترین نصیحتیں اور مواعظ، سمجھ بوجھ والے بزرگوں کے کلام، عرب وعجم کے بادشاہوں کی سوانح عمریاں، اگلی امتوں کے قصے، رسول اللہ ﷺ کے واقعات، جہاد و جنگ، آپ ﷺ کے احکام، آپ کے فیصلے، آپ کے وعظ اور خطبے، آپ کی نبوت کی نشانیاں اور معجزے، آپ کی بیویوں کے، اولاد کے، رشتہ داروں کے، اصحاب کے احوال، ان کے فضائل ومناقب، اخبار و معلامات، ان کے نسب نامے، ان کی عمریں، قرآن کریم کی تفسیر، اس کی خبروں اور اس کی نصیحتوں کا بیان، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے احکام اسلامی میں محفوظ فیصلے اور آئمہ کرام وفقہاء مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم میں سے کون کون کس کس کے قول کی

طرف مائل ہے؟ وغیرہ تمام باتیں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ حدیث کو شریعت کے ارکان بتائے ہیں۔ انہی کے ہاتھوں ہر بری بدعت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اللہ کی مخلوق میں یہ اللہ کے امین ہیں۔ نبی ﷺ اور آپ کی امت کے درمیان واسطہ ہیں۔ آپ ﷺ کے دین کے تحفظ اور اسے یاد کرنے میں پورا انہماک اور کامل کوشش کرنے والے ہیں۔ انکے انوار روشن ہیں، انکے فضائل مشہور ہیں، ان کی نشانیاں ظاہر ہیں، ان کا مذہب پاک ہے اور ان کی دلیلیں پختہ ہیں۔ ہر فرقہ کسی نہ کسی خواہش کی تابعداری میں پڑا ہوا ہے اور کسی نہ کسی کی رائے وقیاس کو اچھا سمجھ کر اس پر جم چکا ہے۔ لیکن جماعتِ اہلحدیث کا ہتھیار صرف کتاب اللہ ہے، ان کی دلیل صرف حدیثِ رسول اللہ ﷺ ہے، ان کے امام صرف اللہ کے پیغمبر ہیں اور ان کی نسبت بھی صرف محمد ﷺ ہی کی طرف ہے (یعنی وہ محمدی ہیں) وہ خواہشوں کے پیچھے نہیں پڑتے، وہ رائے وقیاس کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے، وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کے روایت کرنیوالے، ان کے امین اور نگہبان ہیں۔ یہ دین کے محافظ اور اس کے دربان ہیں۔ یہ علم سے بھرپور دل ودماغ اور صحیح علم والے ہیں۔ جس حدیث میں اختلاف ہو اس کا فیصلہ وہی کرینگے۔ انہی کا حکم سنا اور مانا جائے گا۔ سمجھدار علماء، بلند پایہ فقہاء، کامل زاہد، پورے فاضل، زبردست قاری، بہترین خطیب یہی ہیں، جمہور عظیم انہی کو کہا جاتا ہے، انہی کی راہ سیدھی ہے اور اہل بدعت کو رسوا کرنے والے یہی ہیں۔ ان کے مخالفین اپنے عقائد کے اظہار پر بھی قادر نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ فریب کرنے والوں کو اللہ نیچا دکھائے گا۔ ان سے دشمنی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل و رسوا کریگا۔ ان کی برائی چاہنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ انہیں چھوڑنے والے ہرگز فلاح نہیں پاسکتے۔ ہر وہ شخص جو اپنے دین کا بچاؤ چاہتا ہو ان کے ارشادات کا محتاج ہے۔ ان کی طرف بری نگاہ سے دیکھنے والوں کی بینائی ضعیف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان اصحاب الحدیث کی مدد پر قادر ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

’’میری امت میں سے ایک جماعت حق پر ہمیشہ باقی رہے گی۔ اللہ ان کا مددگار ہوگا، ان کے دشمن انہیں ضرر نہ پہنچاسکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے۔‘‘ ❶

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

’’اس سے مراد جماعت اہلحدیث ہے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کا دین مانتے ہیں اور آپ ﷺ کے علم کی حفاظت کرتے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو ہم معتزلہ، رافضیہ، جہمیہ، مرجیہ اور رائے و قیاس والوں کے سامنے کوئی حدیث پیش نہ کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد ونصرت یافتہ یہ جماعت دین کی نگہبان بنائی ہے اور دشمنانِ دین کے تمام ہتھکنڈے بے اثر کر دیئے ہیں کیونکہ وہ شرعِ متین کو مضبوط تھامنے والے اور صحابہ و تابعین کی روش پر قائم ہیں۔ ان کا کام ہی یہ ہے کہ حدیثوں کو حفظ کریں اور انکی تلاش میں تری، خشکی، جنگل اور پہاڑ چھان ماریں۔ نہ کسی کی رائے وقیاس کو دل میں وقعت دیں اور نہ کسی کی نفسانی خواہشات کی پیروی کریں۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے سنتِ رسول ﷺ کو زبانی یاد کیا اور عمل بھی اسی پر رکھا، جنہوں نے دل میں اسی کو جگہ دی اور نقل بھی اسی کو کیا اور کھرے کھوٹے کو الگ الگ کر دکھایا حقیقتاً یہ انہی لوگوں کا حصہ تھا اور یہی اس کے اہل تھے۔ بہت سے ملحدوں نے ہر چند چاہا کہ اللہ کے دین میں خلط ملط کریں لیکن اس پاک جماعت کی وجہ سے ان کی کچھ نہ چل سکی۔ ارکانِ دین کے محافظ اور امر دین پر قائم یہی لوگ ہیں۔ جب کبھی موقعہ آجائے یہ حدیثِ رسول ﷺ کے بچاؤ کے لیئے اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر باہر نکل آتے ہیں۔ یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں اور یقیناً یہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔‘‘

ایک اور حدیث میں یہ اضافی الفاظ بھی آئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اس علمِ حدیث کو ہر بعد والے زمانے میں عادل لوگ لیں گے۔ جو زیادتی کرنے والوں کی

❶ دیکھئے: صحیح الجامع الصغیر : ۷۲۸۷تا۷۲۹٦ .

زیادتی، باطل پرستوں کی حیلہ جوئی اور جاہلوں کی معنیٰ سازی اس سے دور کرتے رہیں گے۔''

احمد بن سنان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ دو جماعتوں کے درمیان تشریف فرما ہیں ایک حلقہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں اور دوسرے میں ابن ابی داؤد ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ قرآن کی آیت ﴿ فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَاۤءِ ﴾ ''یعنی اگر یہ لوگ اس (نبوت) کے ساتھ کفر کریں'' پڑھتے ہیں اور آپ ابن داؤد اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو کہ اہل الرائے تھے۔ پھر آپ ﷺ پڑھتے ہیں:

﴿ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴾ (الانعام : 89)

''یعنی ہم نے ایک ایسی قوم بھی اس کی طرفدار بنائی ہے جو اس کے ساتھ کبھی کفر نہیں کرے گی۔''

اور آپ ﷺ امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ امام خطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ اپنی کتاب تاویل مختلف الحدیث میں بدعتی گروہ جو اعتراضات اہلحدیث پر کرتے ہیں انہیں بیان کر کے ان کا پورا جواب دیتے ہیں جو کہ ہر اس شخص کیلئے کافی وافی ہیں جو نیک نیتی کے ساتھ اللہ کی جانب سے توفیق والا ہو۔ میں بھی اپنی اس کتاب میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کروں گا کہ نبی ﷺ نے کس طرح لوگوں کو اپنی حدیثیں پہنچانے کا حکم فرمایا ہے اور انہیں کیسی کیسی رغبتیں دلائی ہیں؟ آپ کی حدیثیں نقل کرنے کی کیا کیا فضیلتیں ہیں؟ پھر میں اس بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین وعلماء دین رحمۃ اللہ علیہم سے بھی جو کچھ وارد ہے اسے بیان کروں گا جس سے اہلحدیث کے فضائل، ان کے درجات، ان کے مناقب اور ان کی بزرگیاں واضح ہو جائیں گی۔

اللہ عزّ وجل سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں ان کی محبت کی وجہ سے نفع دے اور انہیں کے طریقہ پر زندہ رکھے اور اسی پر مارے اور انہیں کے ساتھ حشر کرے۔ وہ بہت خبر رکھنے والا خوب جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

پہلا باب:

نبی ﷺ کا اپنی حدیثیں حفظ کرنے اور انہیں دوسروں کو پہنچانے کا حکم

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''میری ایک حدیث بھی یاد ہو تو اسے آگے پہنچا دو۔'' ❶

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''اور مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔'' ❷

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری ایک ہی حدیث یاد ہو تو بھی پہنچا دو۔ بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔''

اس حدیث کی کئی سندیں ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج))

''بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ میری حدیثیں روایت کرو اور مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔'' (اس حدیث کو علّامہ خطیب رحمہ اللہ نے دس بارہ سندوں سے بیان فرمایا ہے)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''حاضر شخص غیر حاضر کو پہنچا دے۔''

---

❶ دیکھئے: صحیح الجامع : ٢٨٣٧ .

❷ صحیح الجامع:٧٤٣٦۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الا فـلیبلغ الشاهد الغائب فانه رُبَّ مبلَّغ یبلغه اَوْعیٰ له من سامع .))

”خبردار ہوجاؤ ہر حاضر کو چاہیے کہ وہ غیر حاضر کو پہنچا دیا کرے بعض وہ لوگ جنہیں پہنچایا جائے پہنچانے والے سے بھی زیادہ نگہداشت رکھنے والے ہوتے ہیں۔“

دوسری سند میں اتنا اضافہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا۔

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

((لیبلغ الشاهد الغائب))[1]

”تم میں سے جو حاضر ہیں وہ غائب کو پہنچا دیں۔“

یہ حدیث تو طویل ہے لیکن یہاں مختصر بیان کی گئی ہے۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علم کو پھیلانا ہی علم کی زندگی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنانا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے ایماندار کا تو یہ بچاؤ ہے اور ضدی وملحد شخص پر اللہ کی حجت ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب بدعتیں نکلتی ہیں اور اہل علم خاموش رہتے ہیں تو آگے چل کر وہ سنت سمجھی جانے لگتی ہے۔ (اس اثر کو علاّمہ خطیب رحمہ اللہ نے آٹھ سندوں سے بیان فرمایا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کے لئے دعا کرنا جو حدیثیں پڑھے پڑھائے:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جو ہماری حدیثیں سنے انہیں حفظ کرے پھر جس طرح سنا اسی طرح پہنچا دے بعض فقہ والے فقیہ نہیں ہوتے اور بعض فقہ والے جسے پہنچاتے ہیں وہ ان سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں۔“[2]

---

[1] صحیح الجامع : ۲۱۹۷، ۵۳۵۳۔

[2] ترمذی، ابن حبان۔ صحیح الجامع:۶۷۶۳۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تروتازہ خوش وخرم رکھے اس بندے کو جو میری باتیں سنے انہیں محفوظ رکھے پھر انہیں پہنچادے جنہوں نے نہیں سنیں بعض فقہ والے بے فقہ ہوتے ہیں اور بعض فقہ والے جنہیں پہنچاتے ہیں وہ ان سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں۔'' ❶

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔ ❷

امام سفیان بن عُیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم حدیث کو طلب کرتا ہے اس کے چہرے پر تازگی کے آثار ہوتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث سنے اور پھر سنائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ جو شخص میری امت کیلئے 40 حدیثیں حفظ کرے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص میری امت کیلئے چالیس حدیثیں ان کے دین کے بارے میں حفظ کرے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے فقیہ اور عالم بنا کر اٹھائے گا۔'' ❸

ایک اور روایت میں ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص میری امت کے لئے چالیس ایسی حدیثیں یاد کرے جن کی انہیں ضرورت ہو یعنی حلال وحرام کے مسائل کی اللہ تعالیٰ اسے عالم اور فقیہ لکھے گا۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص میری امت کے لئے میری سنتوں کی چالیس حدیثیں یاد کرلے

❶ ابن ماجه، مسند احمد، مستدرك الحاكم۔ صحيح الجامع : ٦٧٦٦ .

❷ ترمذی وابن ماجه۔ صحيح الجامع ايضاً .

❸ شعب الايمان بيهقی عن ابی الدرداء ۔لیکن اسے امام احمد بن حنبل، امام ابن حبان، صاحبِ مشکوٰۃ امام خطیب، حافظ ابن حجر اور محقق مشکوٰۃ۔ علامہ البانی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(مشکوٰۃ وتحقیقه:٢٥٨)

قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔'' [1]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص میری امت کے لئے ایک حدیث یاد کرے جس سے اللہ تعالیٰ انہیں نفع دے اس سے کہا جائے گا جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلحدیث کی عزت کرنے کا حکم فرمانا:

ابو ہارون عبدی کہتے ہیں جب ہم سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ خوش ہوکر فرماتے: مرحبا! تمہارے لیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے۔ ہم نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کیا ہے؟ فرمایا: ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے بعد لوگ تم سے میری حدیثیں پوچھنے آئیں گے، جب وہ آئیں تو تم ان کے ساتھ لطف وخوشی سے پیش آنا اور انہیں حدیثیں سنانا۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تمہارے پاس زمین کے کناروں سے نوجوان لوگ حدیثیں طلب کرتے ہوئے پہنچیں گے جب وہ آئیں تو ان کی بہترین خیر خواہی کرنا۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جب ان (طالبِ حدیث) نوجوانوں کو دیکھتے تو بے ساختہ فرماتے:

''اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر تمہیں مرحبا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں حکم ہے کہ ہم تمہیں کشادگی کے ساتھ اپنی مجلسوں میں جگہ دیں، تمہیں احادیث رسول سنائیں، تم ہمارے خلیفہ ہو اور اہلِ حدیث ہمارے بعد تمہارے خلیفہ ہیں۔''

جعفر بن مسلم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے اژدحام اور بھیڑ کی وجہ سے امام حسین جعفی گھبرا گئے ان کی جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ گیا تو غضبناک ہوکر کہنے لگے کہ جو شخص لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیئے حدیث ڈھونڈے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ جب ان کا

---

[1] ضعیف الجامع الصغیر : ۵۵۷۰ ، ۵۵۷۱۔

غصہ ٹھنڈا ہوا تو اپنی سند سے حدیث بیان کی کہ:

”آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی جو علم حدیث طلب کرے گی۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں قریب کرنا اور انہیں میری حدیثیں سنانا۔“

اسلام غربت سے شروع ہوا اور پھر عنقریب غریب ہو جائے گا، غرباء کو خوشخبری ہو:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تحقیق اسلام شروع ہوا غربت سے اور عنقریب وہ غربت میں لوٹ جائے گا پس غرباء کو خوشخبری ہو۔“ [1]

ایک روایت میں اس کے بعد ہے کہ راوی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غرباء کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

”جو لوگ میری سنتوں کو میرے بعد زندہ رکھیں گے اور انہیں اللہ کے دوسرے بندوں کو بھی سکھاتے رہیں گے۔“

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس سوال کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یہ وہ لوگ ہیں جو قبیلوں اور برادریوں سے خارج کر دیئے جائیں گے۔“

سیدنا عبدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس سے مراد متقدمین اہل حدیث ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: میری امت میں 70 سے زیادہ فرقے ہو جائیں گے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بنی اسرائیل کے 71 فرقے ہو گئے نصاریٰ کے 72 فرقے ہو گئے اور میری امت کے 73 فرقے ہو جائیں گے۔ سوائے ایک کے سب جہنمی ہوں گے۔“ [2]

---

[1] صحیح مسلم، ابن ماجه۔ سلسلة الاحادیث الصحیحه: ۱۲۷۳۔

[2] ابن ماجه۔ الصحیحه ضمن حدیث: ۲۰۴، الحدیث من طرق سبعة۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے 71 فرقے ہوئے اور میری امت کے 72 فرقے ہوں گے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے اور وہی جماعت ہے۔ ❶

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اگر اس ناجی فرقہ سے مراد اہل حدیث نہ ہوں تو میں نہیں جان سکتا کہ اور کون ہیں؟''

ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن بشر فرماتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! 73 گروہوں میں سے نجات پانے والی جماعت کونسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اہل حدیثو! وہ تم ہو۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی، ان کی بے عزتی کرنے والے انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔''

سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ منصور رہے گی ان کی برائی چاہنے والا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔'' ❷

ایک اور حدیث میں ہے:

''ہمیشہ میری امت سے ایک جماعت حق پر رہے گی۔ ان کے دشمن ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے۔ ❸

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجه، ابن حبان، حاکم، احمد، ابویعلیٰ، دارمی۔ الصحیحه: ۲۰۳، ۲۰٤

❷ ابن ماجه، ابن حبان۔ صحیح الجامع: ۷۲۹۲۔

❸ ابن ماجه۔ صحیح الجامع: ۷۲۹۱۔

''میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہ کرلڑتی رہیگی یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔''❶

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر اس سے مراد جماعت اہلحدیث نہ ہوتو میں نہیں جان سکتا کہ اورکون لوگ مراد ہیں؟''

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''جس حدیث میں ہے میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق کے ساتھ غالب رہے گی میرے نزدیک اس سے مراد اہلحدیث ہیں۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی اس حدیث کی شرح میں یہی وارد ہے بلکہ وہ فرماتے ہیں:

''اگر اس سے مراد اہلحدیث نہ ہوں تو کوئی اور ہو ہی نہیں سکتے۔''

احمد بن سنان رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

''اس سے مراد اہلِ علم اہلِ حدیث ہیں۔''

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس سے اصحابِ حدیث مراد ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں کہ یہ جماعت اصحابِ حدیث کی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اس علم کو عادل لوگ حاصل کریں گے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس علم کو ہر زمانے کے عادل لوگ حاصل کریں گے جو اس میں زیادتی کرنے والوں کی تحریف وتبدیل کو اور باطل پسندوں کی حیلہ جوئی کو اور جاہلوں کی تاویل کو دور کرتے رہیں گے۔''

یہی روایت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی الفاظ کی کمی وبیشی کے ساتھ مروی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

❶ ابوداؤد، مسند احمد، مستدرك حاكم۔ الصحيحه:١٩٥٩۔

''اس علم حدیث کو ہر زمانے کے عادل لوگ حاصل کرتے رہیں۔''

ابراہیم بن عبدالرحمٰن غدری کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ تاویل، تحریف اور خواہشات سے اسے پاک وصاف رکھیں گے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مھنا بن یحییٰ سوال کرتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع تو نہیں آپ فرماتے نہیں ہیں: بالکل صحیح ہے۔

اسماعیل بن اسحاق القاضی کے پاس ایک مقدمہ آتا ہے مدعی اور مدعا علیہ پیش ہوتے ہیں۔ مدعا علیہ، مدعی کے دعوے کا انکار کرتا ہے۔ قاضی صاحب مدعی سے گواہ طلب کرتے ہیں۔ وہ دو شخصوں کے نام پیش کرتا ہے۔ جن میں سے ایک کو تو قاضی صاحب جانتے ہیں لیکن دوسرا اجنبی ہے۔ مدعی کہتا ہے اس دوسرے کو بھی آپ جان لیں گے عادل اور سچا گواہ مان لیں گے۔ کہا کس طرح؟ مدعی نے کہا اس طرح کہ وہ حدیث کے علم والا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''اس علم کو ہر زمانے کے عادل لوگ حاصل کریں گے۔'' تو جسے آپ عادل جانیں اس سے زیادہ عادل وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ عادل فرمائیں۔ قاضی نے کہا بالکل درست ہے جایئے آپ انہیں لے آیئے میں انکی شہادت قبول کرلوں گا۔

تبلیغ کرنے میں اہلحدیث رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور دعا کرنے لگے کہ الٰہی میرے خلیفوں پر رحم کر۔ ہم نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ میرے خلفاء ہیں جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثوں اور میری سنتوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''میں آج تمہیں بتلا دیتا ہوں کہ میرے اور میرے اصحاب کے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے جانشین اور خلیفہ کون لوگ ہوں گے؟ یہ وہ ہیں جو قرآن کریم اور میری حدیثوں کو محض اللہ کی رضامندی اور اس کے دین کی خاطر حاصل

کریں گے۔''

امام اسحٰق بن موسیٰ خطمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں جو بزرگی اور جو فضیلت اہلحدیث کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کسی اور کو نہیں دی۔

خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم انہیں اپنے پسندیدہ دین کی عزت و خدمت سونپیں گے چنانچہ دین کی عزت اسی جماعت کو ملی ان کے سوا دیگر خواہش پرستوں کو یہ مرتبہ نصیب بھی نہیں ہوا یہ لوگ اگر ایک حدیث بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا آپ کے صحابی کی بیان کریں تو نہیں مانی جاتی کوئی قبول نہیں کرتا لیکن اصحابِ حدیث، احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث ِصحابہ رضی اللہ عنہم برابر بیان کرتے ہیں اور سب مانتے اور قبول کرتے ہیں۔ اس جماعت کی احتیاط کی یہ حالت ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ذرہ بدعقیدگی کی طرف جھکتا ہے تو وہیں ان کی حدیث چھوڑ دیتے ہیں اگرچہ وہ کیسا ہی سچا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلحدیث کے ایمان کی تعریف کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کہ تمہیں سب سے زیادہ اچھے ایمان والے کون لوگ معلوم ہوتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: فرشتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ کیوں ایماندار نہ ہوں گے؟ وہ تو رب العالمین کے درباری ہیں۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: پھر انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ کیوں ایمان نہیں لائیں گے ان پر تو وحی الٰہی نازل ہوتی ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: پھر ہم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کیوں ایمان نہ لاتے میں تو تم میں موجود ہوں۔'' پھر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سوال کا جواب بتا دیا اور فرمایا: ''تمام مخلوق میں سے زیادہ عمدہ ایمان والی وہ جماعت ہے جو تمہارے بعد آئے گی صرف کتابوں میں لکھا دیکھے گی اور اس پر ایمان لائے گی۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے بتاؤ تو ایمان والوں میں سب سے افضل ایمان والا کون ہے؟ ہم نے کہا:

''فرشتے ہیں۔فرمایا:'' وہ تو ہیں اور انہیں تو ہونا ہی چاہیے۔انہیں اللہ نے جس مرتبے پر رکھا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ان کے سوا اور کوئی بتاؤ؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! انبیاء علیہم السلام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کے ساتھ سرفراز فرمایا۔آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو ایسے ہی ہیں اور انہیں ایسا ہونا بھی چاہیے تھا بھلا وہ کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے انہیں نبوت و رسالت کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے۔کوئی اور بتاؤ؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر تو اللہ کی راہ میں شہید ہوجانے والے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی خدمت کرتے ہوئے شہادت کے مرتبہ کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک وہ ایسے ہی ہیں وہ ایسے کیوں نہ ہوتے اللہ تعالیٰ نے انہیں تو شہادت جیسی نعمت انعام فرمائی ان کے سوا اور بتلاؤ؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اب آپ ہی ارشاد فرمایئے، آپ ﷺ نے فرمایا :''یہ وہ لوگ ہیں جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے میرے بعد آئیں گے وہ مجھے نہیں دیکھیں گے لیکن مجھ پر ایمان لائیں گے اور مجھے نہیں دیکھا لیکن میری تصدیق کریں گے وہ کتابوں کے اوراق میں لکھا دیکھیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے۔''

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :''اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے کہ اس وصف کے سب سے زیادہ مستحق اور اس حدیث کا اعلیٰ مصداق اہلحدیث ہیں اور جو ان کے راستہ اور رویہ پر ہیں ۔''

بہ کثرت درود پڑھنے کی وجہ سے اہلحدیث روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گے:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے روز تمام لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ لوگ ہونگے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتے ہوں۔''

ابو نعیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ زبردست بزرگی اور اعلیٰ فضیلت حدیثوں کی روایت کرنے اور حدیثوں کے نقل کرنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ کوئی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے میں ان علمائے حدیث کی جماعت سے بڑھ کر نہیں، نہ درود شریف کے لکھنے میں نہ پڑھنے میں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص مجھ سے کسی علم کو لکھے اور اس کے ساتھ ہی مجھ پر درود بھی لکھے تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی اسے اجر ملتا رہے گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں درود لکھے تو جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔''

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر محدّثین کو صرف یہی فائدہ ہوتا تو بھی بہت تھا کہ جب تک ان کی کتابوں میں درود ہے ان پر اللہ کی رحمتیں اترتی رہتی ہیں۔

محمد بن ابو سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ ابا جان! آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا: کس عمل پر؟ فرمایا: صرف اس عمل پر کہ میں ہر حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔

ابو القاسم عبداللہ مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں اور میرے والد ایک جگہ بیٹھ کر رات کے وقت حدیثوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے ایک مرتبہ وہاں پر ایک نور کا ستون دیکھا گیا جو آسمان کی بلندی تک تھا پوچھا گیا کہ یہ نور کس بناء پر ہے؟ تو کہا گیا کہ حدیث کے آمنے سامنے پڑھنے کے وقت جو ان کی زبان سے صلی اللہ علیہ وسلم نکلتا تھا اس درود کی بناء پر یہ نور ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بعد اپنی حدیث کے طالب علموں کو بشارت دینا اور ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سند کا متصل ہونا:

سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم مجھ سے سنتے ہو پھر تم سے دوسرے لوگ سنیں گے اور ان سننے والوں سے دوسرے لوگ سنیں گے پھر اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور بے پوچھے گواہیاں دینے لگیں گے۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم سنتے ہو پھر تم سے سنا جائے گا پھر تم سے سننے والوں سے سنا جائے گا۔“

معروف محدّث امام اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں: جو مسئلہ ان تین میں سے کسی سے بھی مروی ہوا سے اثر کہتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”تم سنتے ہو اور تم سے سنا جائے گا اور ان سننے والوں سے سنا جائے گا۔“

تابعین میں سے امام شُعْبی اصحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس امت پر تمام چیزوں کے خزانے کھولے جائیں گے یہاں تک کہ حدیث کے خزانے بھی کھول دیئے جائیں گے۔

اسناد کی فضیلت اور اسناد کے اس امت کے ساتھ مخصوص ہونے کا بیان:

امام مطر رحمہ اللہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ ﴾(الاحقاف:6) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سندِ حدیث ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اللہ کے فرمان ﴿ وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ﴾(الزخرف:44) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سندِ حدیث یعنی محدّث کا یہ کہنا ہے: ((حَدَّثَنِيْ ابی عن جدی)) مجھ سے میرے والد نے بیان کی انہیں میرے دادا نے سنائی۔

ابوبکر بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کے ساتھ صرف اسی امت کو مخصوص فرمایا ہے ان سے پہلے یہ تینوں چیزیں کسی امت کو عطا نہیں ہوئیں: ❶ اسناد۔ ❷ انساب۔ ❸ اعراب۔

(یعنی حدیث کی سند بیان کرنا، راویوں کے نسب نامے محفوظ رکھنا، الفاظِ حدیث وغیرہ پر اعراب لگانا اور بیان کر دینا)۔

محمد بن حاتم بن مظفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسناد کی بزرگی شرف اور

فضیلت کے ساتھ صرف اسی امت کو مخصوص فرمایا ہے۔ تمام نئ اور پرانی امتوں میں سے کسی ایک کے پاس بھی اسناد نہیں۔ ان کے ہاتھوں میں صرف کتابیں ہیں جنہیں ان کے علماء نے خلط ملط کر دیا ہے اور ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے وہ توراۃ وانجیل کی اپنے نبیوں کی لائی ہوئی اصلی آیتوں اور اپنے علماء کی ملائی ہوئی باتوں میں تمیز کرسکیں جو انہوں نے غیر ثقہ لوگوں سے سن سن کر اصل کتاب میں ملا دی ہیں۔ برخلاف اس کے یہ امت حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ان بزرگوں سے لیتی ہے جو اپنے زمانے میں ثقہ ہوتے ہیں، جو سچائی اور امانت داری میں مشہور ہوتے ہیں جو اپنے جیسے سچے، امین اور ثقہ لوگوں سے ہی روایت کرتے ہیں۔ پھر ان کے استاد بھی ان اوصاف میں پورے ہوتے ہیں آخری راوی تک، باوجود اس کے پھر بھی کامل غور وخوض کرتے ہیں اور کون کس سے بڑھ کر حافظے والا ہے؟ کون کس سے ضبط میں بڑھا ہوا ہے؟ کسے اپنے استاد کی خدمت میں زیادہ ٹھہرنا میسر ہوا ہے؟ کسے کم موقع ملا ہے؟ ان سب باتوں کی پوری دیکھ بھال اور صحیح علم رکھتے ہیں۔ پھر ایک ایک حدیث کو بیس بیس بلکہ اس سے زیادہ وجہوں سے لکھتے ہیں اور ہر طرح کی غلطیوں اور لغزشوں سے پاک صاف کر کے حروف کو خوب محفوظ کر کے الفاظ کو یاد کر کے بلکہ گن گن کر روایت کرتے ہیں۔

اس امت پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ ہم اس نعمت پر اس کا شکر بجالاتے ہیں اور اس سے ثابت قدمی طلب کرتے ہیں۔ اور جو اعمال اس کا قرب حاصل کرنے والے اور اس کے پاس عزت دلوانے والے ہوں ان کی توفیق طلب کرتے ہیں۔ اُس تعریفوں والے مولا سے التجا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اطاعت وفرمانبرداری کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی پوری توفیق عطا فرمائے۔

ان محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اپنے باپ کا یا بھائی کا یا اپنی اولاد کا کوئی بھی لحاظ رکھے بلکہ علمِ حدیث میں جو ان کی حالت ہوتی وہ اسے کھول کر بیان فرما دیتے۔

امام علی بن عبداللہ مدینی کو دیکھ لیجیئے! وہ اپنے زمانے میں فنِ حدیث کے مُسلّم امام ہیں،

ان سے اپنے والد کے حق میں ایک حرف بھی ان کی تقویت کا نہیں نکلا بلکہ اپنے باپ پر اس کے برخلاف ان کی جرح مروی ہے۔ہم اللہ تعالیٰ کی اس عطا کردہ توفیق پر اس کا شکر کرتے ہیں۔

احکام شریعت پہچاننے کا ذریعہ صرف اسناد ہی ہے:

امام ابن المبارک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:''اسناد دین کا حصہ ہے۔''

آپ فرماتے ہیں:''میرے نزدیک اسناد دین کا حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا۔''

آپ کا فرمان ہے:''جو شخص امر دین کو سند کے بغیر تلاش کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص بغیر زینے کے چھت پر چڑھنا چاہتا ہو۔''

محمد بن شاذان جوہری ایک مرتبہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے ایک سند پوچھتے ہیں جسے وہ بھول گئے تھے تو آپ نے فرمایا جانتے ہو ابوسعید حدّاد رحمہ اللہ نے اسناد کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ آپ کا فرمان ہے کہ سند زینے کی مانند ہے۔ جب زینے پر چڑھتے ہوئے قدم پھسلا تو گر پڑوگے۔اور رائے قیاس کی مثال بے اصل چیز کی طرح ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''سند مسلمان کا ہتھیار ہے جب ہتھیار ہی کسی کے پاس نہ ہو تو لڑے گا کیا؟''

اہلحدیث رسول اللہ ﷺ کے امانت بردار ہیں:

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''پہلی تمام امتوں میں اپنے رسولوں کی حدیثوں کو یاد کرنے والے نہ تھے،اللہ تعالیٰ نے یہ وصف صرف اسی امت میں رکھا ہے۔ایک شخص نے کہا کہ امام صاحب! یہ لوگ کبھی تو بے اصل اور غیر صحیح حدیث بھی بیان کر دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:''گو وہ بیان کریں لیکن ان کے علماء صحیح و غیر صحیح کی پوری معرفت رکھتے ہیں۔ایسی غیر صحیح حدیثوں کی روایت صرف اس لئے ہوتی ہے کہ بعد والے دھوکہ میں نہ آ جائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں نے خوب چھان بین کر لی ہے اور احادیث حفظ کر لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ابوزرعہ پر رحم کرے، اللہ کی قسم! وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کے حفظ کرنے میں

بیحد تکلیف اٹھایا کرتے تھے اس میں ان کا جہاد بہت بڑھا ہوا تھا۔''

امام عبداللہ بن داؤد ضریبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اماموں سے اور جو ہم سے بہت بڑے بزرگ ہیں سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اہلحدیث اور علم جاننے والے اللہ تعالیٰ کے امانت بردار اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے محافظ ہیں جب تک اس کا علم و عمل ان میں رہے۔

کہمس ہمدانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص اہلحدیثوں کو دین کے محافظ نہ مانے وہ ان کمزور مسکینوں میں سے ہے جو اللہ کے دین کو دین نہیں جانتے۔ دیکھو! خود اللہ عزوجل اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ﴾ (سورۃ الزمر:23)

''اللہ تعالیٰ نے بہت ہی اچھی حدیث نازل فرمائی ہے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''مجھ سے حدیث بیان کی جبرئیل علیہ السلام نے وہ روایت کرتے ہیں اللہ عزّ وجلّ سے۔''

اہلحدیث حامیانِ دین ہیں وہ سنتوں سے اعتراضات دُور کرتے ہیں:

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فرشتے آسمانوں کے دربان ہیں اور اہلِ حدیث زمین کے پاسبان ہیں۔''

امام یزید بن ذریع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر دین کے شہسوار ہوتے ہیں اور اس دین کے شہسوار اہلحدیث ہیں جو کہ اسناد کے نگہبان ہیں۔''

قاسم بن نصر مخرمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور معروف محدّث امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ آپ کے سرہانے کھڑے ہوئے مورچھل جھل رہے ہیں۔ صبح آ کر وہ اپنا یہ خواب ذکر کرتے ہیں تو امام صاحب نے فرمایا: ''اس کی تعبیر ظاہر ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے جھوٹی باتوں کو دفع کرتے ہیں۔''

اہلحدیث رسول اللہ ﷺ کی سنتوں اور ہر قسم کی حکمتوں کے وارث ہیں

ایک مرتبہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ دیکھ کر سلیمان بن مہران نے یہ پوچھا یہ لوگ یہاں کیوں جمع ہوئے ہیں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی میراث کی تقسیم کے لئے جمع ہوئے ہیں۔''

امام فضیل رحمہ اللہ اہلحدیث کی جماعت کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے: ''انبیاء کے وارثو! تمہاری حالت ایسی ہی رہے گی یعنی دنیوی تنگدستی۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب کسی حدیث جاننے والے کو دیکھ لیتا ہوں تو اتنا خوش ہوتا ہوں کہ گویا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔''

بھلائیوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے اہلحدیث ہیں:

امام ابراہیم بن موسیٰ رحمہ اللہ سے سوال ہوتا ہے کہ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے کون لوگ ہیں؟ جواب دیتے ہیں کہ وہ ہم ہی ہیں کیونکہ ہم کہا کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسے کرو اور اسے نہ کرو۔''

امت میں سے بہترین لوگ:

امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ یحیٰی بن آدم کے زانو پر ہاتھ مار کر فرماتے ہیں: ''اہلحدیث سے بہتر کوئی قوم نہیں، ان میں سے ایک ایک مجھ سے بار بار ایک حدیث کی بابت دریافت کرتا رہتا ہے حالانکہ اگر یہ چاہتے تو مجھ سے سنے بغیر ہی میرا نام لے کر حدیث بیان کر دیتے۔''

ایک مرتبہ آپ کو لوگ گھیر لیتے ہیں۔ بھیڑ بھاڑ سے تنگ آ کر آپ فرمانے لگتے ہیں یہ کیا کر رہے ہیں؟ لوگ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں تو فرمانے لگتے ہیں میرے علم میں کوئی قوم ان سے اچھی نہیں۔ انہیں میری حدیث معلوم ہے لیکن ان کی احتیاط کی یہ حالت ہے کہ جب تک مجھ سے نہ سن لیں میرا نام لے کر روایت نہیں کریں گے۔ حالانکہ اگر چاہیں اور روایت کرنے لگیں تو انہیں کوئی کیا کہہ سکتا ہے؟

امام حفص رحمہ اللہ سے لوگ ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ اے ابوعمرو! دیکھئے تو یہ طالب حدیث

کیسے بگڑ گئے؟ آپ نے فرمایا یہ لوگ پھر بھی بہترین لوگ ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک اہلحدیث جماعت سے کوئی بہتر جماعت نہیں، یہ حدیث کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔ ابوعبداللہ فرماتے ہیں: ''علمی باتیں جن لوگوں نے کی ہیں ان میں سب سے بہتر باتوں والے اہل حدیث ہیں۔''

ولید بن مسلم فرماتے ہیں: ''امام اوزاعی سے جب ہم نے علمِ حدیث حاصل کرلیا اور اپنے وطن کو جانے لگے تو آپ ہمیں رخصت کرنے کے لئے کوئی دس بارہ میل تک پیدل آئے۔ ہم نے عرض کیا کہ جناب کا اس بڑی عمر میں یہ تکلیف گوارا کرنا ہم سے نہیں دیکھا جاتا؟ تو فرمانے لگے یہ نہ کہو، چلے چلو۔ اگر میں جانتا کہ وہ جماعت جس پر اللہ تعالیٰ فخر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہے تمہارے سوا کوئی اور ہے تو میں اس کے ساتھ جاتا اور انہیں رخصت کرتا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تمام دنیا سے افضل تم لوگ ہو۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دیکھتے ہیں کہ اصحابِ حدیث ایک محدّث صاحب کے پاس سے نکلے، ان کے ہاتھوں میں قلمدان ہیں تو فرمانے لگے: ''اگر یہ سچے انسان نہیں تو میں نہیں جان سکتا کہ پھر انسان کسے کہتے ہیں۔''

عثمان بن ابو شیبہ رحمہ اللہ نے بعض اصحابِ حدیث کو حالتِ اضطراب میں دیکھ کر فرمایا: ''ان میں سے فاسق شخص بھی دوسروں کے عابدوں سے اچھا ہے۔''

قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ نکلتے ہیں اور دروازے پر اہلحدیث کی جماعت کو دیکھ کر فرماتے ہیں: '' روئے زمین پر تم سے بہتر کوئی نہیں۔ صبح صبح گھر سے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سننے لگے۔''

اہلحدیث ابدال اور اولیاء اللہ ہیں:

امام صالح بن محمد رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر اہل حدیث ابدال نہیں تو میں نہیں جان سکتا کہ ابدال اور کون ہوتے ہیں؟''

امام صالح رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' عدالت والا وہ نہیں جو مال وجان اورعزت پر

عدل کرے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر عدالت والا وہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرے تو وہ مان لی جائے۔ اسے اس پر سچا اور عادل جانا جائے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' اگر اہل حدیث ابدال نہیں تو پھر ابدال اور کون ہوں گے؟''

خلیل بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' اگر قرآن وحدیث والے بھی اولیاء اللہ نہیں تو جان لینا چاہیئے کہ زمین اولیاء اللہ سے خالی ہے۔''

امام ابن عُیینہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:'' میری اتنی عمر صرف اہلحدیث کی دعاؤں سے ہوئی ہے۔''

محمود بن خالد نے ایک مرتبہ ابوحفص عمرو بن ابوسلمہؒ سے پوچھا:'' کیا آپ حدیث بیان کرنا پسند فرماتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیا کوئی ایسا بھی ہے جو نیک و صالح لوگوں کے دفتر سے اپنا نام کٹوا دینا چاہتا ہو؟''

اگر اہلحدیث نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا:

امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ کے پاس لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا:'' اگر اللہ تعالیٰ ان طالب علموں کے دلوں میں یہ حرص نہ ڈالتا تو یہ کام ہی مٹ جاتا۔''

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' اگر اہلحدیث کی یہ جماعت نہ ہوتی اور یہ لوگ حدیثوں کو جمع نہ کرتے تو اسلام بے نشان ہو جاتا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم تین چار آدمی امام علی بن عبداللہ رحمہ اللہ کے دروازے پر تھے، آپ فرمانے لگے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ'' میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ غالب ہو کر حق پر رہے گی نہ ان کے مخالفین انہیں ضرر پہنچا سکیں گے نہ رسوائی۔'' اس سے مراد میں تو یہ جانتا ہوں کہ تم ہو یعنی حدیث والے۔ دیکھو تجارت پیشہ لوگ تجارت میں، کاریگر لوگ اپنی اپنی صنعت میں، بادشاہ لوگ اپنی اپنی سلطنت میں مشغول ہیں مگر تم ہو کہ دن رات سنتِ رسول ﷺ کو رواج دینے کی دھن میں لگے ہوئے ہو۔''

ایک اسلامی شاعر محدّثین کے قلمدانوں کے وصف میں بیان فرماتے ہیں:'' اللہ تعالیٰ کے دین کی روشن قندیلوں کو لے کر حدیثِ رسول ﷺ کے پھیلانے والے اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں، ہر متقی پرہیز گار سچے بزرگ عالم سے حدیث رسول ﷺ کو سیکھتے ہیں۔ ان کے قلمدان نورانی ہیں اور ایسے چمکتے ہیں کہ گویا مسجد میں یہ روشن قندیلیں ہیں۔ یہ حدیثیں ہر فقہ کے عالم اور احکام کے مصنف کو پہنچائی جاتی ہیں۔''

امام عبدالعزیز بن ابوداؤد رحمہ اللہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان شخص حدیث کے لئے ان کے پاس آرہے ہیں تو فرمانے لگے:'' تم نہیں دیکھتے کہ ان کے ہاتھ میں اسلام کی قندیلیں ہیں۔ یہ ایمان کے روشن چراغ اور پرہیز گاروں کے نشانات ہیں۔''

الحمدللہ کتاب شرف اصحاب الحدیث مصنفہ امام خطیب رحمہ اللہ کا پہلا باب ختم ہوا۔

دوسرا باب:

اہلِ حدیث حق پر ہیں

خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے چار چیزوں کو چار گروں میں پایا: کفر کو جہمیہ میں، علم کلام اور جھگڑے بکھیڑے کو معتزلہ میں، جھوٹ کو رافضیوں میں اور حق کو اہلحدیثوں میں۔

ولید کرابیسی اپنے آخر وقت میں اپنی اولاد کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں: ”کیا تم علم کلام مناظرے اور باتیں بنانے میں مجھ سے زیادہ عالم کسی کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، فرمایا: کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، فرمایا: اگر میں تمہیں کوئی وصیت کروں تو مان لوگے؟ جواب دیا کہ ہاں، فرمایا: سنو! تم اہلحدیث کے مذہب کو مضبوط تھام لو، میں نے حق کو انہی کے پاس دیکھا ان کے بڑے بڑے محدّثین کا تو کیا ہی کہنا ہے، ان کے چھوٹے لوگ بھی حق گوئی کے جذبات سے اس قدر پر ہیں کہ بڑے بڑوں کی غلطیاں نکال کر صاف بیان کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔“ عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: ”جو شخص حدیث کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر کی باتوں میں لوگوں کو الجھاتا ہے اس کا انجام گمراہی ہوتا ہے۔“

قیامت کے دن نجات کے سب سے زیادہ حقدار اور سب سے پہلے جنت میں جانے والے اہلحدیث ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے ہول وخوف اور اس کی ہر جگہ کی سرزنش سے سب سے زیادہ نجات پانے والا وہ ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتا رہا۔ [1]

[1] خود ساختہ درود نہیں بلکہ وہ درود جس کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی ہے یعنی (درودِ ابراہیمی)
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّد ....الخ

ابو جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اگر روئے زمین پر کوئی نجات پانے والا گروہ ہے تو وہ ہے جو طالب حدیث ہیں، حدیث کا علم تلاش کرنے والے ہیں۔“

ابو مزاحم خاقانی کے اشعار ہیں کہ: ”اہلِ حدیث ہی نجات پانے والے ہیں۔ اگر وہ حدیث پر عامل بھی ہو جائیں اور اس امانت کی پوری ادائیگی کریں۔ یہ کہا گیا ہے کہ تمام بندوں میں افضل یہی ہیں جیسے بھی ہیں جبکہ وہ فتنوں سے بچے رہیں۔ ان میں سے جو انتقال کر جائے اسے شہادت نصیب ہوتی ہے اور اس کی قبر اس کے لیے بہترین پاکیزہ گھر بن جاتی ہے۔“

شاذان بن یحیٰ فرماتے ہیں: ”جو لوگ حدیث پر عامل ہیں ان کے راستے سے اچھا جنت کی طرف جانے والا کوئی اور راستہ نہیں جانتا۔

حسن بن علی تمیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”طواف کرتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ قیامت کے دن سب سے آگے کون لوگ ہوں گے؟ اچانک ایک غیبی آواز آئی کہ اہلحدیث ہوں گے۔“

علمِ حدیث کی جستجو کے لیے سفر کرنے والوں کی فضیلت:

یزید بن ہارون رحمہ اللہ حماد بن زید رحمہ اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا قرآن کریم میں بھی اہلحدیث کا ذکر ہے فرمایا کیوں نہیں؟ کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ﴾

(سورة التوبة:١٢٢)

”تاکہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور اپنی قوم میں واپس آ کر انہیں ڈرائیں۔“

اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو علم دین کی سمجھ حاصل کرنے کی غرض سے سفر کرے اور سیکھ کر اپنی قوم والوں کو آ کر سکھائے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے استاد امام عبدالرزاق قرآن پاک کی آیت:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

(سورة التوبة : ۱۲۲)

”ہر گروہ میں سے ایک جماعت دین کا کام سیکھنے کے لئے کیوں نہیں نکلتی تاکہ وہ لوٹ کر اپنی قوم کو ڈرائیں شاید کہ وہ ڈر جائیں۔“

وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس جماعت سے مراد اصحاب حدیث ہیں۔

امام ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہلحدیث کے ان سفروں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس امت سے بلاؤں کو دور کر دیتا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام سیدنا عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿السَّائِحُونَ﴾ جو قرآن کریم (التوبہ:۹/ ۱۱۲) میں ہے اس کی تفسیر حدیث کے طالب علم ہیں۔“ [1]

امام علی بن معبد رحمہ اللہ اہل حدیث کو دیکھ کر فرمایا کرتے :”یہ پراگندہ بالوں والے میلے کپڑوں والے اور غبار آلود چہروں والے بھی اگر ثواب کے مستحق نہیں تو اللہ کی قسم یہ صریح ناانصافی ہے۔“

شیخ ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:”اللہ کی قسم ہمارا عقیدہ ہے جس میں ہمیں کوئی شک نہیں کہ حدیث کے طالب علم بڑے بڑے ثوابوں کے مستحق ہیں اور چھوٹے سے چھوٹا فائدہ ان کا یہ ہے جو امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ بیان فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص حدیث سے کوئی دوسرا فائدہ حاصل نہ بھی کرے تو کم از کم یہ علم اسے بدعقیدگی سے تو ضرور روک دے گا، کیا یہی فائدہ کچھ کم ہے؟

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا جاتا ہے کہ کچھ لوگ حدیث لکھتے تو ہیں لیکن اس کا اثر ان پر نہیں دیکھا جاتا اور نہ ان کا وقار ہوتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ” مال اور انجام اس کا خیر و برکت ہی ہے۔“

---

[1] اسی سے یہ مفہوم بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قرآنِ کریم (سورۃ التحریم:۵) میں جو ﴿السَّائِحَات﴾ آیا ہے، اسی سے مراد علمِ حدیث سیکھنے اور اس پر عمل کرنے والی اہلِ حدیث خواتین ہیں۔(ابوعدنان)

امام ایوب رحمہ اللہ کو جب کبھی کسی حدیث والے کے انتقال کی خبر پہنچتی تو اتنا صدمہ اور رنج کرتے کہ چہرہ غمگین ہو جاتا اور جب کبھی انہیں کسی عابد کے انتقال کی خبر ہوتی تو یہ بات ان کے چہرے پر نہ دیکھی جاتی تھی۔

حدیث کا سننا اور لکھنا دنیا اور آخرت کو جمع کرنا ہے:

ایک زاہد سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہے وہ حدیث پڑھا لکھا کرے اس میں دونوں جہانوں کا نفع ہے۔''

عبداللہ بن داؤد فرماتے ہیں: ''حدیث سے جو شخص دنیا چاہے اس کے لئے دنیا ہے اور جو آخرت چاہے اسکے لئے آخرت ہے۔'' حدیث کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس میں جو اپنی مراد دنیا رکھے اس کے لئے دنیا اور جو آخرت رکھے اس کے لئے آخرت ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حدیث کا سننا، دنیا چاہنے والے کے لئے عزت کا باعث اور آخرت چاہنے والے کے لئے رشد و بھلائی کا سبب ہے۔''

احمد بن منصور شیرازی نے کسی کے اشعار بیان کئے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

''لوگو! حدیث کو مضبوط تھام لو، اس جیسی کوئی چیز کسی طرح بھی نہیں۔ چونکہ دین نام ہے خیر خواہی کا اس لئے میں نے تمہاری واجب خیر خواہی ظاہر کر دی۔ ہم نے تو روایت ہی میں تمام فقہ، کل احکام اور تمام لغات پائیں۔ میری راتوں کا انیس و محبوب ساتھی مسند حدیثوں کا ذکر ہے۔ جان لو کہ تمام فائدوں سے بہترین فائدہ علم کا حفظ کرنا ہے۔ جس نے حدیث کی طلب کی اس نے فضیلت کے خزانے جمع کر لئے اور ثابت رہنے والی دنیا سمیٹ لی۔ لوگو! ان روایتوں کو مضبوط پکڑ لو جنہیں امام مالک، امام شعبہ، امام ابن عمرو، امام ابن زید، امام سفیان، امام یحیٰی، امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق اور امام ابن الفرات رحمۃ اللہ علیہم جیسے ثقہ بزرگ اور پاک نفس لوگ روایت کرتے ہیں۔ ہمارے آئمہ روشن ستاروں کی طرح ہیں کیا کوئی شخص ان نورانی ستاروں کا مقابلہ کر سکتا ہے؟''

شاہانِ اسلام جنہوں نے اہلحدیث کیلئے بیت المال کا حصہ مقرر کیا:

خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حمص کے گورنر کے نام فرمان بھیجا کہ اہلِ صلاح وتقویٰ کا بیت المال میں اتنا حصہ مقرر کردو کہ وہ بے پرواہ ہوجائیں تاکہ قرآن وحدیث کے علم سے انہیں کوئی چیز مشغول نہ کرسکے۔

حدیث سنانے کیلئے نوعمر لڑکوں کو قریب کرنا:

ایک شخص امام اعمش رحمہ اللہ کے پاس سے گذرا وہ اس وقت حدیث بیان فرمارہے تھے تو اس نے کہا آپ ان نوعمر لڑکوں کے سامنے حدیثیں بیان فرماتے ہیں؟ امام اعمش رحمہ اللہ نے جواب دیا یہی لوگ تمہارا دین تمہارے لئے محفوظ کریں گے۔

امام ابن المبارک رحمہ اللہ جب اہلحدیث بچوں کو ہاتھوں میں قلمدان لئے ہوئے دیکھتے تو انہیں کھڑا کرکے فرماتے: ''یہ ہیں دین کے پودے جن کی بابت فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین میں ہمیشہ نئے نئے پودے لگاتا رہے گا۔ جن سے دین مضبوط ہوتا رہے گا۔ یہ لوگ آج نوعمر ہیں اور تم سے چھوٹے ہیں لیکن عنقریب تمہارے بعد یہی لوگ عمر میں اور عزت میں بڑے ہونگے۔''

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ قریش کی ایک جماعت کو فرماتے ہیں: ''تم نے ان بچوں کو الگ کیوں بٹھا رکھا ہے؟ ایسا نہ کرو ان کے لئے مجلس میں جگہ بنایا کرو اور انہیں حدیثیں سنایا اور مطلب سمجھایا کرو، آج اگرچہ یہ چھوٹے ہیں لیکن کل یہ سردار بن جائیں گے۔ تم بھی کبھی قوم کے چھوٹے تھے لیکن آج بڑے ہو۔''

حدیث پڑھنے پر اپنے بچوں کو جبراً آمادہ کرنا چاہیئے:

عبداللہ بن داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انسان کو چاہیئے کہ حدیث کے سننے پر اپنی اولاد کو مجبور کرے۔ دین علمِ کلام میں نہیں بلکہ دین صرف احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی ہے۔''

آپ سے یہی روایت ایک اور طریق سے مروی ہے ایک اور روایت میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ''حدیث سے آخرت کا ارادہ رکھنے والے کیلئے حدیث آخرت کی چیز ہے۔''

اپنی اولاد کی دلجوئی کر کے حدیث سنانا:

امام ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے فرما: ''یا بیٹا! تم حدیث سیکھو اور یاد کرو، ایک ایک حدیث یاد کرنے پر تمہیں ایک ایک درہم انعام دوں گا۔ چنانچہ میں نے اسی طرح حدیثیں یاد کیں۔''

ان بزرگوں کا بیان جنہوں نے حدیث نہ سننے والوں کی مذمت کی:

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ جب کسی شیخ کو دیکھتے کہ وہ حدیث نہیں لکھتے تو فرماتے اللہ تعالیٰ تمہیں اسلام کی طرف سے بھلا بدلہ نہ دے۔

امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب تم کسی شیخ العلم کو دیکھو کہ وہ قرآن کریم نہیں پڑھتا اور حدیث نہیں لکھتا تو اس سے دور رہو وہ شیخ القمر ہے۔

اور شیخ القمر اُن دہریہ لوگوں کو کہتے ہیں جو چاندنی رات میں جمع ہوکر تاریخی واقعات میں بڑی باریکیاں نکالتے ہیں اور مسائل دینیہ میں ان کی جہالت کا یہ حال ہوتا ہے کہ اچھی طرح وضو کرنا بھی نہیں جانتے۔

مرتے دم تک حدیث لکھنے میں مشغول رہنا:

امام ابن المبارک رحمہ اللہ سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کب تک حدیث لکھتے رہیں گے؟ فرمایا: ''مرتے دم تک کہ شاید کوئی روایت اور ہو جس سے مجھے نفع پہنچے اور میں نے اب تک نہ سنی ہو؟''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال ہوتا ہے کہ آدمی حدیث کب تک لکھتا رہے؟ فرمایا: ''مرتے دم تک۔'' آپ فرمایا کرتے تھے میں تو قبر میں جانے تک طالب علم ہی رہوں گا۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ کیا اسّی برس کا آدمی بھی حدیث لکھے؟ فرمایا: ''جب تک اس کی اچھی زندگی ہے۔''

اہلِ حدیث قوی دلائل والی جماعت ہے:

امام اعمش رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''میرے اور اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف

ایک پردہ ہے جب چاہوں اسے اٹھادوں اور انہیں دیکھ لوں۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قرآن کریم جاننے والا بڑی قدر و قیمت والا شخص ہے اور فقہ جاننے والا بڑی شخصیت والا آدمی ہے اور حدیث کا لکھنے والا بڑی قوی دلیل والا انسان ہے۔''

ابوعروبہ حرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جوشخص فقہ جانتا ہو اور حدیث نہ جانتا ہو وہ لنگڑا ہے۔''

علمِ حدیث کی رغبت رکھنے والے اور اس سے بے رغبتی کرنے والے:

امام زہری رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ امام ہذلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو حدیث اچھی معلوم ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، فرمایا:

''اسے مرد پسند کرتے ہیں اور نامرد اسے پسند نہیں کرتے۔''

آپ فرمایا کرتے تھے کہ طالبانِ حدیث مرد ہیں اور حدیث سے بے رغبتی کرنے والے نامرد ہیں۔

ابوالفضل عباس بن محمد خراسانی کے اشعار ہیں جن میں وہ فرماتے ہیں:

''میں نے کوشش سے اصل علم حاصل کرنے کے لیۓ سفر کیا۔ دنیا میں انسان کی زینت احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ طالب علم ہی شیر دل مرد ہے اور علم سے دشمنی رکھنے والا تو مخنّث ہے۔ مال پر گھمنڈ نہ کر، اسے تو تُو عنقریب چھوڑ کر چل دے گا۔ یہ دنیا تو یونہی ایک دوسرے کے ہاتھوں میراث ہوتی چلی جارہی ہے۔''

اہلِ سنت وہی ہے جو اہلِ حدیث سے محبت رکھے:

امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ اہل حدیث سے محبت رکھتا ہے (جیسے امام یحیٰی بن سعید قطان رحمہ اللہ، امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اسحٰق بن راہویہ رحمہ اللہ اور اسی طرح بہت سے محدّثین رحمۃ اللہ علیہم کے نام لئے) تو سمجھ لو کہ وہ اہلسنت ہے اور جسے اس کے خلاف پاؤ تو سمجھ لو یہ بدعتی بدعقیدہ ہے۔''

ابوجعفر خواص رحمہ اللہ کے اشعار ہیں کا ترجمہ یہ ہے:

’’بدعتیوں کی رونق جاتی رہی اور ان کے سہارے ٹوٹ گئے۔ اور ابلیس نے جو لشکر جمع کیا تھا اس کے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہونے کی چیخ و پکار ہونے لگی۔ لوگو! بتاؤ تو ان بدعتیوں کی بدعتوں میں کوئی سمجھ دار آدمی ان کا پیشوا بھی ہے؟ جیسے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے زہد و اتقاء کے نکتے لوگوں کو سکھائے؟ یا امام سلیمان تیمی رحمہ اللہ جنہوں نے قیامت کے خوفناک حالات سے متاثر ہو کر اپنی نیند اور آرام چھوڑ دیا تھا۔ یا اسلام کے نوجوان بہادر امام بن حنبل رحمہ اللہ ہیں جو ہر ایک آزمائش میں ثابت قدم رہے۔ نہ تو کوڑوں سے ان کا ایمان متزلزل ہوا نہ تلوار ان کی قوت ایمان کو گھٹا سکی۔‘‘

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ بقیہ بن ولید سے پوچھا کہ ابو محمد! تم ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہو جو لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بغض رکھیں؟ انہوں نے کہا:

’’وہ بڑے برے لوگ ہیں۔ فرمایا دیکھو! جس کسی بدعتی کے سامنے تم اس کی بدعت کے خلاف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرو گے وہ فوراً اس حدیث سے چڑ جائے گا اور اس سے بغض رکھے گا۔‘‘

احمد بن سنبل قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں جو حدیث سے چڑتا نہ ہو جب کبھی کوئی انسان بدعت ایجاد کرتا ہے یا بدعت پر عمل کرنے لگتا ہے تو اس کے دل سے حدیث کی حلاوت چھین لی جاتی ہے۔‘‘

فقیہِ کبیر ابونصر بن سلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’ملحدوں پر حدیث کے سننے اور اسے باسند روایت کرنے سے زیادہ بھاری اور ناپسند دوسری کوئی چیز نہیں۔‘‘

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں احمد بن حسن کہتے ہیں کہ ابن ابی قبیلہ سے مکہ مکرمہ میں لوگوں نے اہل حدیث کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے یہ بری قوم ہے۔ یہ سن کر احمد بن حنبل رحمہ اللہ غصے سے کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور یہ فرماتے ہوئے گھر میں چلے گئے کہ یہ زندیق ہے، یہ بے دین ہے یہ بدعقیدہ ہوگیا ہے۔

اہلحدیث کی مدح اور اہل الرائے کی مذمت:

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں تمہیں اصحاب محمد ﷺ کی جو حدیثیں بیان کروں وہ تم لے لو اور جو لوگ اپنی رائے سے بتائیں ان کی باتوں سے درگزر کر لیا کرو۔“

احمد بن شَبُّویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو شخص قبر میں کام آنے والا علم سیکھنا چاہتا ہو وہ حدیث پڑھے اور جو صرف خبر کا ارادہ رکھتا وہ رائے قیاس سیکھے۔“

یونس بن سلیمان سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے خوب غور کر کے دیکھا تو دو چیزیں پائیں۔ حدیث اور رائے۔ حدیث میں تو اللہ تعالیٰ رب العالمین کا، اس کی ربوبیت کا، اس کے جلال کا اور اس کی عظمت کا ذکر پایا۔ عرش کا، جنت کا، دوزخ کا، نبیوں اور پیغمبروں کا، حلال وحرام کا ذکر بھی حدیث میں ہی پایا۔ صلہ رحمی اور ہر طرح کی بھلائی پر رغبتیں بھی اسی میں پائیں۔ لیکن رائے قیاس میں مکروفریب، حیلہ سازیاں اور دھوکہ بازیاں پائیں۔ رشتوں ناطوں کا توڑنا اور ہر طرح کی برائیاں اسی میں دیکھیں۔“

ابوبکر محمد بن عبدالرحمٰن نسفی مقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہمارے مشائخ، ابوبکر بن اسمٰعیل کو ابوثمود کہا کرتے تھے۔ کیونکہ پہلے وہ اہلحدیث تھا پھر اہل الرائے ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَٰهُمْ فَٱسْتَحَبُّوا۟ ٱلْعَمَىٰ عَلَى ٱلْهُدَىٰ﴾

(سورۂ حمٓ السجدة : ۱۷)

”ثمودیوں کو ہم نے ہدایت دی لیکن انہوں نے اندھے پن کو پسند کیا اور ہدایت چھوڑ دی۔“

عبدہ بن زیاد اصبہانی کے کچھ اشعار ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

”محمد ﷺ کا دین تو احادیث میں ہے، انسان کے لیۓ حدیث سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ خبردار! حدیث اور اہلحدیث سے دھوکہ نہ کرنا۔ رائے و قیاس رات ہے اور حدیث دن ہے۔ افسوس انسان ہدایت کی راہیں باوجود چمکیلے سورج کی روشنی کے بھی کبھی بھول جاتا ہے۔“

امام جعفر بن محمد رحمہ اللہ کے پاس ایک مرتبہ ابن شبرمہ رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جاتے ہیں تو آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے فرماتے ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے قیاس کو دخل نہ دو۔ دیکھو کل ہمیں اور تمہیں اور ہمارے مخالفین کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ ہم تو اس وقت کہہ دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا لیکن آپ اور آپکے ہم خیال کہیں گے: ہماری رائے ہمارا قیاس یہ ہے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے ساتھ جو چاہے گا سو کرے گا۔''

عبداللہ بن حسن صیجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' میں مصر میں تھا، میری طبیعت ناساز تھی۔ میں نے دیکھا کہ جامع مسجد میں ان کے قاضی صاحب آئے اور بیان کرنا شروع کیا کہ مسکین اہلحدیث فقہ کو اچھی طرح نہیں جانتے۔ میں گھٹنوں کے بل چل کر اس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا سنو! اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کے زخموں کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ذرا بتلاؤ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے کیا فرمایا ہے؟ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا ہے؟ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا ہے؟ اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا میں نے کہا اسی زعم پہ کہہ رہے تھے کہ اہلحدیث فقہ نہیں جانتے۔ میں ایک ادنیٰ اہلحدیث ہوں اور معمولی سا سوال کیا، تم سے اس کا جواب بھی نہ بن پڑا لیکن زبان چل رہی ہے کہ اہل حدیث فقہ نہیں جانتے۔''

ابوعبداللہ محمد بن علی صوری اپنے اشعار میں کہتے ہیں:

'' جو شخص حدیث سے بغض رکھے اور اہلحدیث سے چڑے اور دعوے کرتا رہے اس سے کہہ دو کہ تم کچھ جانتے بھی ہو، یا یونہی جہالت سے باتیں بناتے ہو جو بے وقوفی کا کام ہے۔

کیا ان بزرگوں کو برا کہا جا سکتا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو تمام بلاؤں اور آفتوں سے بچایا اور کمی وبیشی سے پاک رکھا۔ آج دنیا کا ہر عالم اور ہر فقیہ ان کا دست نگر ہے۔''

خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ کا فرمان ہے: ''مروّت اہلحدیث میں ہے، کلام معتزلہ میں ہے اور جھوٹ رافضیوں میں ہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' اصحابِ کلام کے بارے میں میرا فتویٰ ہے کہ انہیں کوڑے لگائے جائیں اور اونٹوں پر سوار کر کے گھر گھر اور محلے محلے پھرایا جائے اور منادی کرادی جائے کہ یہ سزا ہے اس شخص کی جو کتاب وسنت کو چھوڑ دے اور علمِ کلام میں مشغول ہو جائے۔''

ابومزاحم خاقانی کے چند اشعار ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اہلِ کلام اور اہل الرائے نے وہ علم حدیث حاصل نہ کیا جس سے انسان کی نجات ہوتی ہے۔ اگر وہ احادیث رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ جان لیتے اور ان سے منہ نہ پھیرتے اور رائے و قیاس اور کلام کو نہ لیتے تو ان کی نجات ہو جاتی لیکن ان لوگوں نے اپنی جہالت سے اس کے خلاف کیا۔''

مشہور فقیہ ابوزید رحمہ اللہ نے ایک شافعی عالم کے بعض اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''قرآن وحدیث اور دین کی سمجھ کے سوا ہر کلام بے دینی ہے جس علم میں حدّثنا آئے یعنی سند کے ساتھ حدیث بیان ہو وہ تو تابعداری کے لائق ہے۔ اور اس کے سوا باقی علوم شیطانی وسوسے ہیں۔''

حدیث کو حفظ کرنے اور اس کا ادب کرنے کا ثواب:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری امت کو ایک حدیث بھی پہنچا دے جس سے سنت قائم ہو یا بدعت ٹوٹے اس کے لیۓ جنت ہے۔''

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' جو شخص دو حدیثیں سیکھ لے جن سے وہ خود نفع اٹھائے یا دوسرے کسی کو سکھائے اور وہ نفع اٹھائے تو یہ اس کے لیۓ ساٹھ سال کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔''

ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم کو طلب کرنے میں جلدی کرو۔ ایک سچے شخص کی حدیث ساری دنیا سے اور اس میں جو کچھ سونا چاندی ہے سب

سے قیمتی و بہتر ہے۔''

علمِ حدیث کو طلب کرنا ساری عبادتوں سے افضل عبادت ہے:

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر کوئی عمل علمِ حدیث کی طلب سے افضل ہو اور اس کے لئے ہے جو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہو۔''

آپ ہی کا فرمان ہے: ''میرے نزدیک حدیث سے بڑھ کر بوجھل اور اس سے افضل چیز کوئی اور نہیں۔ افضل تو اس کے لئے ہے جس کا ارادہ آخرت کا ہے اگر یہ ارادہ نہ ہو تو یہ بڑا خوفناک معاملہ ہے۔''

وہی فرماتے ہیں: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا چاہتا ہو میرے علم میں تو اس کے لئے حدیث سے افضل اور کوئی چیز نہیں۔ دیکھو تو تمام مسلمانوں کو اپنے کھانے پینے تک میں اس کی ضرورت رہا کرتی ہے۔''

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث کے پڑھنے پڑھانے سے زیادہ افضل نہیں ہے۔''

بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور نیک نیت ہو میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر اس کے لیئے کوئی عمل طلبِ حدیث سے بھی افضل ہو۔ رہا میں، سو میں تو اپنے ہر قدم پر جو میں نے اس راہ میں اٹھایا ہے، استغفار کرتا ہوں۔

حدیث کی روایت تسبیح خوانی سے بھی افضل ہے:

امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر روایتِ حدیث میرے نزدیک تسبیح خوانی سے بہتر نہ ہوتی تو میں ہرگز روایتِ حدیث میں مشغول نہ ہوتا۔''

حدیث کی روایت کا درجہ درسِ قرآن جیسا ہے:

سلیمان تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ابو مجلز رحمہ اللہ کے پاس تھے اور وہ ہمیں حدیثیں سنا رہے تھے تو ایک شخص نے کہا: کاش کہ آپ قرآن پاک کی کوئی سورت پڑھتے؟ تو

ابومجلز رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک علمِ حدیث بھی کسی سورت کی تلاوت سے کم نہیں۔"

حدیث کی روایت کا ثواب نماز پڑھنے کے برابر ہے:

محمد بن عَمرو بن عطا کہتے ہیں کہ موسیٰ بن یسار ہمیں حدیثیں سنا رہے تھے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: "جب آپ حدیث بیان کرنے سے فارغ ہوں، تب سلام کیجیئے گا۔ اس لئے کہ بیانِ حدیث کے دوران آپ گویا نماز میں ہیں۔"

حدیث کی روایت نفل نماز سے افضل ہے:

امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر میں جانتا کہ نفل نماز کا پڑھنا حدیث بیان کرنے سے افضل ہے تو میں ہرگز حدیث بیان نہ کرتا۔"

امام قعنبی رحمہ اللہ سے بھی یہی فرمان منقول ہے:

> عمر بن سہیل رحمہ اللہ سے ایک اہلِ حدیث معافی ابن عمران سوال کرتے ہیں کہ اے ابوعمران! آپ کے نزدیک یہ افضل ہے کہ حدیث لکھوں؟ آپ نے جواب دیا: "میرے نزدیک ایک حدیث کا لکھنا رات بھر کی نماز سے افضل ہے۔"

محمد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس وصیت کے بارے میں ابو زرعہ رحمہ اللہ کا مکتوب آیا انہوں نے صبح سے لے کر جمعہ کی نماز کے وقت تک اس کو پڑھا۔ پھر جمعہ کے دو فرض پڑھ کر اسے پڑھنے لگ گئے۔ عصر تک پڑھتے رہے عصر کے بھی صرف فرض پڑھے۔ اس دن نوافل پڑھے ہی نہیں اور ان حدیثوں کے پڑھنے میں مشغول رہے کیونکہ حدیث کا پڑھنا نفل نماز سے افضل ہے۔

حدیث کا لکھنا نفلی روزوں سے افضل ہے:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال ہوتا ہے کہ ایک شخص تو نفلی روزوں اور نفلی نمازوں میں مشغول ہے اور دوسرا شخص حدیث کے لکھنے میں مشغول ہے۔ فرمایئے آپ کے نزدیک کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا حدیث لکھنے والا۔ سائل نے کہا آپ نے اسے اس پر فضیلت کیسے دیدی؟ فرمایا: اس لیئے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ لوگوں کو ہم نے ایک چیز پر پایا اور

ان کے ساتھ ہی ہو لئے۔ [1]

اس کتاب کے مصنف امام ابوبکر احمد بن علی خطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بالخصوص اس زمانہ میں تو حدیث کا سیکھنا ہر قسم کی نفلی عبادت سے افضل اور بہتر ہے۔ کیونکہ سنتیں مٹتی چلی جارہی ہیں، ان پر سے عمل اٹھتا چلا جارہا ہے اور بدعت اور بدعتی بڑھتے چلے جارہے ہیں۔''

یحییٰ یمان رحمہ اللہ کا بھی قول ہے کہ آج کل طلبِ حدیث بہترین عبادات اور خیر و برکت کا باعث ہے۔ لوگوں نے کہا: امام صاحب! ان طالب علموں کی نیت نیک کہاں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: طلبِ حدیث خود نیک نیتی ہے۔

حدیث کو شفا حاصل کرنے کے لئے پڑھنا:

امام رمادی رحمہ اللہ جب بیمار پڑتے تو فرماتے: اہلحدیثوں کو بلاؤ۔ جب وہ آتے تو فرماتے: ''مجھے حدیثیں پڑھ کر سناؤ۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روایتِ حدیث سے کیوں منع فرمایا تھا اور آپ کے فرمان کا صحیح مطلب کیا ہے؟

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابو درداء، سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں بلوا کر اپنے پاس روک لیا اور فرمایا تم کیوں اس قدر کثرت سے حدیثیں بیان کرتے ہو؟ اپنی شہادت تک ان بزرگوں کو اپنے پاس ہی روکے رکھا۔

قرظہ بن کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب ہم جانے لگے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیں رخصت کرنے کے لئے مقامِ صرار تک آئے پھر پانی منگوا کر وضو کیا اور ہم سے فرمانے لگے: جانتے ہو میں تمہارے ساتھ یہاں تک کیوں آیا؟ ہم نے کہا: اس لئے کہ آپ ہمیں رخصت کریں اور عزت افزائی کریں۔ فرمایا: یہ ٹھیک ہے لیکن اسی کے ساتھ ایک اور مطلب بھی ہے اور وہ یہ کہ تم اب ایک قوم کے پاس پہنچو گے جنہیں قرآنِ کریم کے ساتھ شغف اور محبت ہے۔

[1] یعنی حدیثیں نہیں ہوں گی تو لوگ دوسروں کی تقلید اور پیروی کریں گے۔

اوروہ بکثرت اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ دیکھو! تم کہیں انہیں احادیث سنا کر اس سے نہ روک دینا، جاؤ میں بھی تمہارا شریک ہوں۔

قرظہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے تو اس کے بعد کوئی حدیث بیان ہی نہیں کی۔

اگر کوئی شخص ان روایتوں کو پیش کر کے سوال کرے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر روایتِ حدیث کا انکار کیوں کیا؟ اور ان پر اس بارے میں سختی کیوں کی؟ تو جواب دیا جائے گا کہ محض دین کی احتیاط اور مسلمانوں کی اچھائی کے لئے۔ کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ کہیں لوگ صرف روایت پر نہ رہ جائیں اور عمل نہ چھوڑ بیٹھیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کھٹکا تھا کہ کہیں معانی کے سمجھنے سے قاصر نہ رہ جائیں۔ کیونکہ بعض حدیثیں ظاہر پر محمول نہیں ہوتیں اور ہر شخص ان کے اصلی معنیٰ تک پہنچ جانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ کبھی حدیث مجمل ہوتی ہے اور اس کی تفصیل اور تشریح دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ خیال گذرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حدیث کا مطلب غلط سمجھا جائے اور ایک لفظ کو لے کر کوئی بیٹھ جائے حالانکہ دوسری حدیثوں کو ملانے سے فی الواقع اس کا مطلب کھل جاتا ہے اور وہ دوسرا ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر مندرجہ ذیل حدیث کو ملاحظہ فرمایئے جس سے ہماری اس توجیہ پر کافی روشنی پڑے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے اس گدھے پر سوار تھے جسے عفیر کہا جاتا تھا اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاذ! جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟'' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ علم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ پر بندے کا حق یہ ہے کہ جو مشرک نہ ہو اسے عذاب نہ کرے۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں

لوگوں کو یہ خوشخبری سنادوں ؟فرمایا:''نہیں ڈر ہے کہ کہیں وہ اس پر تکیہ نہ لگالیں۔''

بعض روایتوں میں ہے کہ اجازت چاہنے والے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:'' جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اور اسکے ساتھ اس نے شریک نہ کیا ہو وہ جنت میں جائے گا۔''

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ لوگوں کو خوشخبری سنادیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں نہ سناؤ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ نڈر نہ ہو جائیں۔''

ابو العباس احمد بن یحییٰ رحمہ اللہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو آتے ہوئے دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یہ دونوں اہل جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہیں،لیکن انہیں یہ خبر نہ دینا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تک یہ حدیث پہنچانے کی ممانعت کیوں فرمائی ؟ابو العباس رحمہ اللہ نے جواب دیا:محض اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ ان کے اعمال میں قصور و کمی آجائے۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی وجہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے منع فرمانے کی ہے۔اور یہی سبب ان کی اس سختی کا ہے جو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کی۔اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی حفاظت ہے اور بعد والوں کو تنبیہ ہے تا کہ وہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ چیز داخل نہ کر دیں جو اس میں سے نہیں۔کیونکہ جب وہ دیکھیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والے سچے لوگوں پر بھی جب روایتِ حدیث کے بارے میں اس قدر سختی کی گئی ہے تو وہ روایتِ حدیث میں بہت احتیاط سے کام لیں گے اور نفس انسانی میں کذب کے بارے میں جو شیطانی خیالات اٹھتے ہیں،ان سے وہ بہت بچتے رہیں گے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جامع دمشق کے منبر پر فرمایا:'' لوگو! سوائے ان حدیثوں کے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیان کی جاتی تھیں بیان کرنے سے بچو۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ عزّ وجل کے دین کے بارے میں لوگوں کو دھمکاتے رہا کرتے تھے اور جو معنے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے ہم نے بیان کئے ہیں اسی توجیہ کی تائید یہ روایت بھی

کرتی ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جب سلام کے بارے میں آپ کے سامنے حدیث بیان کی تو آپ نے فرمایا: کسی اور کو بھی گواہ لاؤ جس نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ سلام کیا، جب اجازت نہ ملی تو لوٹ گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا کہ آپ کیسے لوٹ گئے؟ انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ سلام کرے مگر جواب نہ پائے تو لوٹ جائے۔'' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی اس روایت پر شہادت پیش کرو ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا؟ سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے آئے اور میں جس جماعت میں تھا وہاں سے گذرے۔ ہم نے کہا: کیا بات ہے؟ جواب دیا کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور پورا قصہ بیان کر کے کہا کہ تم میں سے کسی نے اس حدیث کو سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں ہم سب نے سنا ہے۔ پھر اپنا ایک آدمی ساتھ کر دیا اس نے آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے وہی حدیث اپنے سماع سے بیان کی۔

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ [1] سے گواہ اس لیئے طلب کیا تھا کہ وہ خبرِ واحد (ایک شخص کی بیان کردہ روایت) کو قابلِ قبول نہیں جانتے تھے ایسا ہرگز نہیں ہے۔

دیکھیئے! فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوسیوں سے جزیہ لینے کی بابت بیان فرمائی تھی قبول کی اور اس پر عمل بھی کیا۔ حالانکہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور نے وہ بیان نہیں فرمائی۔

اسی طرح ضحاک بن سفیان کلابی کی روایت کو اشیم ضبابی کی عورت کو اس کی دیت میں سے ورثہ دلانے کے بارے میں ہے حالانکہ وہی تنہا راوی تھے وہ بھی قبول فرمائی اور اس پر

[1] ان کا نام عبداللہ بن قیس ہے اور ابوموسی کنیت ہے۔

عمل بھی کیا۔

اسی طرح یہ بھی ہرگز نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت اس لئے قبول نہ فرمائی تھی کہ وہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بدگمانی کرتے تھے بلکہ اس کی وجہ وہی تھی جسے ہم نے بیان کیا ہے یعنی صرف سنتوں (حدیثوں) کی حفاظت و صیانت اور روایت کے بارے میں احتیاط و پختگی۔ واللہ اعلم۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت سے اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی بھی بہت بڑی جماعت سے حدیث کی اشاعت، حدیث کا حفظ، حدیث کا مذاکرہ (ایک دوسرے کو سنانا، سننا) اور ان چیزوں پر ترغیب وتحریص مروی ہے ہم ان میں سے کچھ روایات یہاں نقل کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کی بعض ان روایات کا بیان جو حدیث کے حفظ، نشر واشاعت اور مذاکرہ کی بابت مروی ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حدیثوں کی دیکھ بھال کرتے رہو۔ حدیثوں کا مذاکرہ کرتے رہو۔ اگر یہ نہ کیا تو ڈر ہے کہ یہ علم کہیں مٹ نہ جائے۔'' یہی روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حدیث کا مذاکرہ کرو علمِ حدیث کی حیات آپس میں پڑھنا پڑھانا ہی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''حدیث کا درس وتدریس اور مذاکرہ جاری رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ علم جاتا رہے کیونکہ یہ قرآن کریم کی طرح جمع کی ہوئی اور محفوظ نہیں ہے۔ اگر تم نے حدیث کا شغل مذاکرہ کے طور پر نہ رکھا تو یہ علم جاتا رہے گا۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی یہ کہہ دے کہ میں نے کل حدیث بیان کی تھی آج نہ بیان کروں گا نہیں بلکہ اسے یہ کہنا چاہیئے کہ میں نے کل بھی حدیثیں بیان کیں آج بھی بیان کروں گا اور پھر کل (آئندہ) بھی بیان کرتا رہوں گا۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''جب تم ہم سے حدیثیں سنو تو انہیں آپس میں

دہرایا کرو۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے:''حدیث بیان کیا کرو، ایک حدیث دوسری کو یاد دلا دیتی ہے۔''

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یہ علمی مجلسیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی باتیں پہنچا دیں تم بھی جو کچھ اچھی باتیں ہم سے سنو دوسروں تک پہنچا دو۔''

سلیم بن عباس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے وہ ہمیں بکثرت رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیثیں بیان کرتے تھے پھر فارغ ہو کر فرماتے تھے انہیں اچھی طرح سمجھ لو اور پھر جس طرح تمہیں پہنچائی گئی ہیں دوسروں کو پہنچاؤ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں نضر اور موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ حدیث کو اور اسناد حدیث کو لکھ لیا کریں اور انہیں دوسروں کو سکھائیں۔ فرماتے ہیں:''ہم تو اس کے علم کو علم نہیں جانتے تھے جو اپنے علم کو نہ لکھے۔''

سیدنا علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حدیث کا مذاکرہ کیا کرو۔ اس کی حیات آپس میں پڑھنا پڑھانا ہی ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے:''مذاکرۂ حدیث کرتے رہا کرو تاکہ وہ بے رونق نہ ہو جائے۔''

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کا قول ہے:''حدیث کی زندگی اس کا پڑھنا پڑھانا ہے، تم اس کا مذاکرہ جاری رکھو۔''

طلق بن حبیب رحمہ اللہ کہتے ہیں:''حدیثوں کا مذاکرہ کیا کرو، ایک حدیث دوسری کو یاد دلایا کرتی ہے۔''

سیدنا ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''جب کبھی تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرو تو اسے اچھی طرح محفوظ رکھو۔''

بادشاہانِ اسلام کا روایتِ حدیث کی تمنا کرنا اور ان کا محدّثین کو تمام علماء سے افضل جاننا:

خلیفہ مامون الرشید نے جب مصر فتح کیا تو فرج اسود نے کھڑے ہوکر کہا: اے امیر المومنین! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے دشمن پر آپکو اپنی مدد سے غالب کیا۔عراق، شام اور مصر آپ کے ماتحت ہوگئے۔ پھر یہی فضیلت کیا کم ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں؟اس پر خلیفہٗ وقت نے جواب دیا کہ یہ سب سچ ہے لیکن ایک تمنا رہ گئی ہے وہ یہ کہ میں مجلس میں بیٹھوں اور املاء لکھنے والا آئے اور وہ مجھ سے پوچھے کہ ہاں بتلایئے کہ آپ سے کس نے بیان کیا۔ اور میں روایت بیان کروں کہ مجھ سے حماد بن سلمہ بن دینار اور حماد بن زید بن درہم نے حدیث بیان کی۔ان سے ثابت بنانی نے ان سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''جو شخص دولڑکیوں کی پرورش کرے، یا تین کی، یا دو بہنوں کی، یا تین کی، یہاں تک کہ وہ مرجائیں یا اس کا خود انتقال ہو جائے تو وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوگا اور آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت کی اور درمیان کی انگلی ملا کر اشارہ کرکے بتلایا۔''

مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ صریح غلطی ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ خلیفہ مامون الرشید اور دونوں حماد کے درمیان ایک راوی اور ہو۔کیونکہ خلیفہ مامون الرشید ۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور حماد بن سلمہ کا ۱۶۷ھ میں انتقال ہوگیا تھا گویا حماد کے انتقال کے تین سال بعد تو وہ پیدا ہوئے پھر ان سے روایت کیسے کرتے؟اسی طرح حماد بن زید بھی ۱۷۹ھ میں انتقال کر گئے تھے تو ان سے بھی بلاواسطہ ان کی روایت صحیح نہیں۔

یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ ایک درجہ بہت ہی بڑا ہے کیا بتلا سکتے ہو کہ وہ درجہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ وہ درجہ ہے جس پر اے امیر المؤمنین آپ ہیں۔ خلیفہ نے فرمایا:'' تم اس درجہ کو نہیں پہچانتے، میں ہی جانتا ہوں، سب سے بڑے درجے والا وہ ہے جو ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا ہو اور کہہ رہا ہو:

"حدّثنا فلان عن فلان قال قال رسول اللہ ﷺ ---"

میں نے کہا: امیر المؤمنین کیا اس کا درجہ آپ سے بھی افضل ہے حالانکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی کی اولاد ہیں اور مسلمانوں کے بادشاہ ہیں؟ کہا: ہاں، تجھ پر افسوس ہے یقیناً وہ مجھ سے بہت بہتر ہے کیونکہ اس کا نام رسول اللہ ﷺ کے نام کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ کبھی نہ مرے گا اور ہم مر جائیں گے یہ علماء تب تک باقی رہیں گے جب تک کہ دنیا باقی ہے۔ ابن ابو الحناجر کہتے ہیں ہم بغداد میں یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی مجلس میں تھے۔ کئی دوسرے لوگ بھی وہاں جمع تھے۔ بادشاہ متوکل کی سواری لشکر سمیت وہاں سے گذری، انہیں دیکھ کر بادشاہ کہنے لگے: "حقیقی بادشاہ یہ ہے۔"

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں خیثمہ کی اس روایت میں وہم ہے اور یہ روایت غلط ہے کیونکہ یزید بن ہارون ۲۰۶ھ میں انتقال فرما گئے اور بادشاہ متوکل ۲۰۷ھ میں پیدا ہوا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ بادشاہ مامون کا ہو۔ واللہ اعلم۔

ایک مرتبہ امیر المومنین نے فرمایا: "مجھے جس چیز کی خواہش ہوئی وہ پوری ہوئی مگر ایک تمنا باقی رہ گئی وہ تمنا حدیث کی ہے۔ کاش کہ میں ایک کرسی پر بیٹھتا اور مجھ سے پوچھا جاتا کہ آپ سے کس نے حدیث بیان کی اور پھر میں سند بیان کر کے حدیث سناتا۔"

عمر بن حبیب عدوی قاضی نے کہا: امیر المومنین آپ کیوں حدیث بیان نہیں کرتے؟ جواب دیا: "مملکت و خلافت کے ساتھ حدیث سنانا زیب نہیں دیتا۔"

خلیفہ مامون الرشید تمام خلفاء بنو العباس سے زیادہ حدیث کی طرف راغب تھے اور حدیث کا مذاکرہ بکثرت کیا کرتے تھے اور روایت کی انہیں بڑی رغبت تھی۔ انہوں نے اپنی خاص مجلس میں اپنے خاص ہم نشینوں سے بہت سی حدیثیں بیان بھی کی ہیں۔ حدیث کی املاء کے حافظ تھے عام مجلسوں میں جن میں عام لوگ جمع ہوتے تھے، حدیث بیان کرتے تھے پہلے تو اس سے رکتے رہے لیکن بالآخر اس کا پختہ ارادہ کر لیا۔

یحیٰ بن اکثم قاضی سے ایک مرتبہ خلیفہ مامون نے فرمایا: "آج میرا ارادہ ہے کہ

حدیث بیان کروں۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! امیر المومنین سے زیادہ اس کا اہل کون ہے؟ کہا: اچھا منبر لگاؤ اور پھر منبر پر بیٹھ کر حدیث بیان کرنی شروع کر دی۔

پہلی حدیث تو بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امراء القیس کے ہاتھ میں قیامت کے روز جھنڈا ہوگا اور وہ تمام شاعروں کا پیشوا بن کر جہنم میں جائے گا۔''

پھر سند کے ساتھ اسی طرح تقریباً تیس حدیثیں بیان کیں اور منبر سے اتر کر فرمایا: کہو! تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: امیر المومنین بڑی پرلطف اور بابرکت مجلس رہی، ہر خاص و عام کو فائدہ ہوا۔ کہا: یہ تو نہ کہو یہ حق تو محدّثین ہی کا ہے میں دیکھتا رہا کہ لوگوں کو وہ لذت نہ آئی جو اہل حدیث کی حدیث کی مجلسوں میں انہیں حاصل ہوتی ہے۔

بادشاہِ اسلام محمد بن سلیمان بن علی مسجد حرام میں آئے اور دیکھا کہ ایک محدّث کے اردگرد اہلحدیث کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے، تب اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا:

''ان لوگوں کا قدم میری گردن پر ہونا مجھے تختِ سلطنت سے زیادہ محبوب ہے۔''

حدیث کی مجلسوں اور اہلحدیث کی صحبتوں کے سرُور کا بیان:

مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اے اہلحدیثو! تمہاری مجلس میں بیٹھنا مجھے اپنے گھر والوں میں بیٹھنے سے زیادہ محبوب ہے۔''

یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہلحدیث کا ہروقت حدیث کا تقاضا مجھے پریشان کر دیتا ہے لیکن اگر وہ نہیں آتے تو مجھے اس سے زیادہ رنج وغم ہوتا ہے۔''

ایک مرتبہ امام یحیٰی بن سعید قطان رحمہ اللہ اہلحدیث طلباء کی بھیڑ بھاڑ دیکھ کر کچھ غصہ ہو جاتے ہیں تو محمد بن حفص کہتے ہیں: کیا آپ پسند کریں گے کہ یہ لوگ آپ کے پاس نہ آئیں؟ آپ فرماتے ہیں: ''ان کی تھوڑی دیر کی غیر حاضری بھی مجھ پر شاق گذرتی ہے۔''

حماد بن زید کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ ابو جبلہ نے کہا: دیکھیۓ تو اہلحدیث مجھے کیسی تکلیف دیتے ہیں؟ میں نے کہا: انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: ''مجھ سے کہا ہم ابھی

آتے ہیں اب میں ان کا انتظار کر رہا ہوں اور وہ اب تک نہیں آئے۔''

بشر بن حارث سے محمد بن عبداللہ کہتے ہیں: آپ حدیث بیان نہیں کرتے، فرمایا میں تو خود حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن جب تم چاہتے ہو تو بیان نہیں کرتا۔

یحییٰ بن اکثم قاضی فرماتے ہیں: میں قاضی بھی بنا، قاضی القضاۃ بھی بنا[1] وزیر بھی بن گیا اور بڑے بڑے عہدے حاصل کیے لیکن کسی چیز میں اتنا خوش نہیں ہوں جتنا اس میں کہ حدیث لکھنے والا مجھ سے کہے: '' آپ سے اللہ تعالیٰ خوش رہے آپ یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہیں؟''

قیس بن ربیع نے جب اپنے سامنے حدیث کے طالب علموں کا مجمع دیکھا تو اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر فرمانے لگے: '' اللہ کا شکر ہے مدتوں کی تکلیفوں کے بعد یہ مبارک دن دیکھنا نصیب ہوا۔''

معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کسی شخص کے پاس حدیث سے بہتر اور افضل کوئی پونجی نہیں ہے۔''

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: '' اگر اہلِ حدیث طلب حدیث کے لئے میرے پاس نہ آئیں تو میں ان کے گھروں میں جا کر انہیں حدیث سناؤں۔''

آپ فرماتے ہیں: ''میں خود کو بھی اور تمہیں بھی پوشیدہ خواہش سے ڈراتا ہوں یہ پوشیدہ خواہش ہی ہے کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میرے پاس نہ آیا کرو۔ حالانکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر تم بھی آنا چھوڑ دو تو میں خود تمہارے پاس آؤں اگر چہ اِدھر اُدھر کی باتیں ہی سناؤں۔''

ابراہیم بن سعید جوہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک پوشیدہ چاہت ہے۔ دیکھو نا! میں تم سے کہتا ہوں میرے پاس نہ آیا کرو حالانکہ چاہت یہ ہے کہ ضرور آتے رہو۔''

الحمدللہ کتاب شرف اصحاب الحدیث مصنفہ امام خطیب رحمہ اللہ کا دوسرا باب ختم ہوا۔

---

[1] ماضی میں قاضی القضاۃ ایک عہدہ ہوا کرتا تھا مگر کسی کو اس لقب سے پکارنا حدیث میں منع آیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ صفت کسی دوسرے کے لائق نہیں ہے۔

تیسرا باب:

سلفِ صالحین کے خواب

سلفِ صالحین کے ان خوابوں کا ذکر جو انہوں نے اہلحدیث کے فضائل و اکرام میں دیکھے ہیں:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبوت تو گئی، میرے بعد نبوت باقی نہیں رہی۔ ہاں البتہ خوشخبریاں باقی ہیں۔ اور وہ نیک خواب ہیں جنہیں مسلمان خود دیکھے یا اس کے بارے میں کسی اور کو دکھایا جائے۔''

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ﴾ (سورۂ یونس:٦٣، ٦٤)

''جو لوگ ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے رہے انہیں دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔''

آپ نے جواب دیا: ''اس سے وہ نیک خواب مراد ہیں جنہیں خود مسلمان دیکھے یا اس کے بارے میں کسی اور کو دکھائے جائیں۔''

ایک شخص یزید بن ہارون رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھتا ہے۔ سوال کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا؟ فرماتے ہیں: ''میرے لئے جنت مباح کر دی۔'' پوچھتے ہیں: قرآن کی وجہ سے؟ کہا: نہیں۔ پوچھا: پھر کس باعث؟ فرمایا: ''حدیث کی وجہ سے۔''

بصرہ کر قراء کرام میں سے جویریہ بن محمد بصری، یزید بن ہارون رحمہ اللہ واسطی کو ان کے انتقال سے چار رات بعد خواب میں دیکھتے ہیں تو پوچھتے ہیں: آپکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا

کیا؟ فرمایا میرے گناہ معاف فرما دیئے، نیکیاں قبول کرلیں اور تکلیفیں ہٹادیں۔ میں نے کہا: پھر کیا ہوا؟ فرمایا: اللہ کریم نے بڑا اکرام کیا۔ میرے گناہ بخش دیئے اور مجھے جنت میں داخل کیا۔ پوچھتے ہیں: آخر آپ کا اتنا اکرام کس نیکی پر ہوا؟ کہا: اللہ کے ذکر کی مجلسوں کی وجہ سے، میری حق گوئی اور سچی باتوں کی وجہ سے، لمبی لمبی نمازوں اور فقر وفاقہ کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے۔ پوچھا: کیا منکر نکیر حق ہیں؟ کہا: ہاں، اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، انہوں نے مجھے بٹھا کر سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ میں اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑنے لگا اور کہنے لگا کیا مجھ جیسے شخص سے بھی سوال کیا جاتا ہے؟ میں یزید بن ہارون واسطی ہوں ساٹھ سال تک دنیا میں لوگوں کو حدیث پڑھاتا رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ہاں! سچ ہے یہ یزید بن ہارون ہے اب آپ بےفکری سے دولہا کی طرح سو جایئے۔ آج کے بعد آپ کو کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔

پھر ایک نے مجھ سے کہا: کیا تم نے جریر بن عثمان سے بھی روایت لی ہے؟ میں نے کہا: ہاں اور وہ حدیث میں ثقہ تھے۔ اس نے کہا: ہاں جریر تھے تو ثقہ لیکن وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے، اللہ ان سے بھی بغض رکھے۔

زکریا بن عدی اپنے خواب میں امام ابن المبارک رحمہ اللہ کو دیکھتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: ''میں نے طلبِ حدیث کے لئے جو سفر کئے تھے ان کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔''

اسی طرح کی ایک روایت بھی ہے۔ ابوبکر البکراوی رحمہ اللہ کے ہم سبق کا انتقال ہوگیا جو حدیث کی طلب میں تھے۔

خواب میں انہیں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ کہا: مجھے بخش دیا گیا۔ پوچھا کس نیکی پر؟ کہا: ''حدیث کے طلب کرنے پر۔''

محمد بن جلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' میں نے سلیمان شاذکونی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد نہایت اچھی حالت میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ ابو ایوب! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا: کس نیکی پر؟ فرمایا: ''حدیث کی وجہ سے۔''

حبیش بن مبشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا مجھے جنت کے دو دروازوں کے درمیان کی کل جگہ عنایت فرمادی، پھر اپنی جیب سے ایک کتاب نکال کر کہا ان حدیثوں کے لکھنے کی برکت سے۔''

ابو اسحاق رحمہ اللہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ امام ابو ہمام رحمہ اللہ کے اوپر قندیلیں لٹک رہی ہیں پوچھا یہ نورانی قندیلیں کیا ہیں؟ کہا: یہ قندیل تو حدیثِ شفاعت بیان کرنے کی وجہ سے ملی اور یہ حوضِ کوثر کی حدیث کو روایت کرنے کی وجہ سے۔ اور اسی طرح بہت سی حدیثوں کی وجہ سے ان بہت سی قندیلوں کا ملنا بیان فرمایا۔

خلف فرماتے ہیں میرے ایک دوست جو میرے ساتھ علم حدیث پڑھتے تھے ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے انہیں اپنے خواب میں دیکھا کہ وہ نئے کپڑے پہنے ہوئے خوش وخرم ہیں۔ میں نے کہا: آپ تو وہی مسکین طالب علم ہیں جو میرے ساتھ حدیث پڑھتے تھے، آج یہ نیا جوڑا آپ پر کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ''میں تمہارے ساتھ حدیث لکھتا تھا جہاں کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تھا میں اس کے ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھتا تھا۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مضمون ایک حدیث بھی کی مروی ہے جس سے اس خواب کی تصدیق ہوتی ہیچنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنی کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھے جب تک اس کتاب میں لکھا رہے فرشتے اس کے لیئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔''

خواجہ جنید رحمہ اللہ کے بعض ساتھیوں کو خواب میں دیکھا گیا، ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا۔ کہا کس بناء پر؟ فرمایا: اپنی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کی وجہ سے۔

ان روایتوں کا بیان جن سے کچھ لوگ مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں اور ان کا صحیح مطلب:

(۱)......مغیرہ فرماتے ہیں:'' جو لوگ حدیث کی طلب کے پیچھے پڑ جاتے ہیں ان کی نماز کم ہوجاتی ہے۔ ابوالحسن محمد کا قول بھی یہی ہے مغیرہ والی روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

مصنف شیخ حافظ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' مغیرہ نے یہ فرمان اپنے اوپر قیاس کر کے فرمایا ہے، شاید وہ نوافل بکثرت پڑھتے ہونگے ،جب حدیث کی تلاش میں انہیں دور دور جانا پڑا تو بکثرت نوافل ادا کرنے کا موقعہ نہ مل سکا تو انہوں نے یہ فرمایا۔ لیکن اگر خود مغیرہ اچھی طرح سوچتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ طلبِ حدیث کی کوشش نفل نماز سے کہیں زیادہ افضل ہے۔

سیدنا ابوعمران رحمہ اللہ سے سوال ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک نفل نماز کا ثواب زیادہ ہے یا حدیث کے لکھنے کا ؟ تو جواب دیتے ہیں کہ ایک حدیث کا لکھنا رات بھر کی نماز سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

امام ابن المبارک رحمہ اللہ تو فرمایا کرتے تھے:'' اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ نفل نماز کا ثواب حدیث کے بیان کرنے سے زیادہ ہے تو میں حدیث کا پڑھانا ہی چھوڑ دوں۔''

امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے:'' طالبِ علمی نفل نماز سے بہت بہتر ہے۔''

(۲)......شعبہ رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتے تھے:'' یہ حدیث تمہیں اللہ کے ذکر سے روکتی ہے اور نماز سے بھی۔ کیا تم اس سے باز نہ رہو گے؟''

ابوخلیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ رحمہ اللہ کا مطلب ان لوگوں سے ہے جو حدیثیں سنتے ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتے۔ صرف روایت کی زیادتی کی دھن میں لگے رہتے ہیں یا اور اسی طرح کے لوگ کیونکہ حدیث تو ذکر اللہ کی ہدایت کرنے والی ہے نہ کہ ذکر اللہ سے روکنے والی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب امام شعبہ رحمہ اللہ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا شاید شعبہ بہ کثرت نفلی روزے رکھتے ہونگے اور نفلی عبادتیں کرتے ہوں گے جب طلبِ حدیث میں مشغول ہوگئے ہونگے تو ان اعمال میں کمی واقع ہوگئی ہوگی تو یہ کہا ہوگا۔

امام شعبہ کی نسبت کوئی شخص ہرگز یہ گمان نہیں کرسکتا کہ وہ حدیث کوطلب کرنا براجانتے ہوں خود شعبہ رحمہ اللہ اس قدر علم حدیث میں منہمک رہتے تھے کہ محدّثین انہیں امیر المؤمنین فی الحدیث یعنی حدیث میں مسلمانوں کا سردار وسلطان کہا کرتے تھے۔ ظاہر بات ہے کہ اگر وہ حدیث طلب نہ کرتے اور اسی میں مشغول نہ رہتے تو اس درجہ تک کیسے پہنچ سکتے تھے؟ وہ تو پوری عمر طلبِ حدیث میں مشغول رہے، انتقال تک یہی شغل رہا۔ حدیث کے جمع کرنے کی انہیں بہت رغبت تھی۔ اس کے سوا ان کی دلچسپی کی اور کوئی چیز نہ تھی۔ وہ تو اپنے سے کم عمر اورکم درجے کے لوگوں سے بھی حدیث پڑھا کرتے تھے۔ ہر ایک سنی ہوئی حدیثپر توجہ میں اور ہر ایک لفظِ حدیث کی مضبوطی میں اہلحدیث میں ان کی برتری مسلّم ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ امام شعبہ رحمہ اللہ تو حدیث میں تمام ایمانداروں کے بادشاہ ہیں۔

بقیہ بن ولید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ کی تو یہ حالت تھی کہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر مجھ سے کوئی حدیث فوت ہوجاتی ہےتو مارے رنج وغم کے میں بیمار پڑ جاتا ہوں۔''

ایک مرتبہ امام شعبہ رحمہ اللہ کے سامنے ایک حدیث بیان ہوتی ہے جوانہوں نے اس سے پہلےنہیں سنی تھی تو کہنے لگتے ہیں آہ!!افسوس حیرت وتعجب ہے رنج وغم ہے میں تو اس حدیث سے آج تک محروم ہی رہا۔

امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی قیس بن ربیع مجھے ابوحصین کی روایت کردہ حدیث جو میں بھول گیا ہوتا ہوں یاددلاتے ہیں تو مجھے اسقدر خود پر غصہ آتا ہے کہ کاش یہ چھت گر پڑے اور ہم دب جائیں۔

ایک مرتبہ امام شعبہ خالد حذاء کے پاس آکر کہتے ہیں کہ آپ کو جو ایک حدیث یاد ہے وہ مجھے پڑھا دیجیئے۔ خالد رحمہ اللہ نے کہا: دیکھتے نہیں ہو میں بیمار ہوں؟ تو کہنے لگے: ایک حدیث ہی تو ہے بیان فرما دیجیئے، آخر انہوں نے بیان کر دی تو کہنے لگے: اب جب چاہے موت آجائے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ایک ایسے ہی قول کا صحیح مطلب:

(۳)...... آپ کا ایک قول ہے: '' کاش کہ میں حدیث کے فن میں داخل ہی نہ ہوتا۔ کاش کہ میں اب بھی اس بارے میں برابر برابر چھوٹوں۔ نہ تو مجھ پر بوجھ ہو نہ مجھے اجر ملے۔''

ایک اور روایت میں ہے: '' کاش کہ میں اس میں برابر برابر چھوٹ جاؤں۔''

امام سفیان رحمہ اللہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ انہیں خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں حقِ حدیث ادا نہ کرسکوں اور حدیث پر پور پورا عمل نہ کرسکوں اور یہ حدیث میرے لئے عذاب کا سبب نہ بن جائے۔

اس کی دلیل میں یہ واقعہ سنئے کہ ایک مرتبہ بشر بن حارث اصحابِ حدیث کی بھیڑ بھاڑ دیکھ کر فرماتے ہیں: آخر تم نے یہ کیا کررکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جناب ہم علم سیکھ رہے ہیں، شاید اللہ تعالیٰ کسی دن ہمیں اس سے نفع پہنچائے۔ فرمایا: سنو اور یاد رکھو! جس طرح دو سو درہم میں پانچ درہم زکوٰۃ نکالنی فرض ہے۔ اسی طرح دو سو حدیثیں سن کر پانچ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر عمل نہ کیا تو دیکھنا کل قیامت کے دن یہ حدیثیں تم پر کیا ہوتی ہیں؟

امام شعبی سے بھی امام سفیان رحمہ اللہ کی طرح یہ قول مروی ہے اور انہوں نے یہ بھی اسی لئے فرمایا ہے کہ خوف تھا کہ کہیں حقِ حدیث ادا ہونے سے رہ نہ جائے۔ بلکہ امام شعبہ رحمہ اللہ تو فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے اعمال میں سے کسی چیز سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا حدیث سے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ میرے لئے جہنم میں جانے کا باعث ہوجائے۔

ابن عون رحمہ اللہ بھی فرمایا کرتے تھے: '' کاش کہ میں اس سے بلا عذاب وثواب ہی چھوٹ جاؤں۔''

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' جو علم میں بڑھتا ہے وہ تکلیف میں زیادہ ہوتا ہے۔ میں تو اگر علم سیکھتا ہی نہ تو میرے لیۓ آسانی ہوجاتی۔''

امام سفیان بن سعید ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول بھی ہے: '' کاش کہ میرے سینے میں سے ہر ایک حدیث اور جن جن لوگوں نے مجھ سے حدیثیں سیکھیں ہیں ان سب کے سینوں میں سے وہ تمام حدیثیں چھن جاتیں۔''

معافی ابن عمان سن کر یہ کہتے ہیں کہ اے ابوعبداللہ! حدیث ہی تو صحیح علم ہے اور وہ ہی تو ظاہر سنت ہے جسے آپ نے خود پڑھ کر دوسروں کو پڑھایا ہے۔ پھر آپ کا اپنے اور ان کے سینے سے محو ہو جانا کیسے پسند فرمائیں گے؟ فرمایا: چپ رہو۔تم نہیں جانتے قیامت والے روز مجھے کھڑا ہونا ہے اور اپنی ہر مجلس کا جواب دینا ہے مجھ سے پوچھا جائے گا کہ اس حدیث کے بیان کرنے سے تمہارا مقصد کیا تھا اور اس کے بیان سے کیا ارادہ تھا؟

امام سفیان رحمہ اللہ کے اس جواب نے آپ کی مراد صاف بیان کردی اور معلوم ہو گیا کہ انہیں اپنے نفس پر خوف تھا،اسی لئے اس قسم کی باتیں بیان فرمایا کرتے تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام سفیان رحمہ اللہ کے اس ڈر اور خوف کی اور اس تمنا کی کہ کاش میں اس فن میں دخل ہی نہ دیتا یہ وجہ ہے کہ اسناد کی محبت اور روایت کی شہرت نے ان پر یہاں تک غلبہ کیا تھا کہ وہ ضعیف راویوں سے اور ان لوگوں سے بھی جن کی روایت محدّثین نہیں لیتے تھے، روایت کیا کرتے تھے۔ بلکہ ایسا بھی کر جاتے تھے کہ ان میں سے جو کوئی اپنے نام سے مشہور ہوا سکا نام چھوڑ کر اس کی کنیت بیان کر دیتے تھے تاکہ اُس کی روایت میں قدرے پوشیدگی ہو جائے۔ اس وجہ سے انہیں ڈر تھا کہ کہیں اللہ کے ہاں پکڑ نہ ہو۔ کیونکہ اسطرح کی پوشیدگی اور ایسے ضعیف راویوں سے روایت کرنا آئمہ اور علماء نے منع کیا ہے۔

امام یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام سفیان رحمہ اللہ پر حدیث کی روایت کی خواہش غالب آ گئی تھی۔ یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے امام سفیان رحمہ اللہ پر کوئی خوف نہیں سوائے حدیث کی چاہت کے خوف کے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم دیکھتے تھے کہ امام سفیان رحمہ اللہ اس قدر خشوع وخضوع میں مشغول ہوتے گویا وہ میدانِ حساب میں کھڑے ہیں۔ ہماری ہمت نہیں پڑتی تھی کہ ان سے کوئی بات کریں۔لیکن جہاں ہم نے حدیث کا ذکر چھیڑا ان کا وہ حال جاتا رہا بس اب تو حدّثنا حدّثنا کہنا شروع کر دیتے اور بکثرت حدیثیں بیان کرتے۔

امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام سفیان رحمہ اللہ کی بزرگی میں تو کلام نہیں لیکن ایک بات ان میں تھی کہ ہر کسی شخص سے حدیث قبول کر لیا کرتے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر سے امام سفیان رحمہ اللہ کے اس قول کیوجہ دریافت کی جاتی ہے کہ وہ کیوں کہتے ہیں کہ مجھے اپنے نفس پر سوائے حدیث کی روایت کے اور کوئی خوف ہی نہیں؟

تو وہ جواب دیتے ہیں کہ انہوں نے ضعیف راویوں سے حدیثیں لیکر بیان کی تھیں اب ڈرتے اور خوف کھاتے تھے۔

امام مغیرہ بن مقسم ضبّی کے ایسے ہی قول کا صحیح مطلب:

(۴)......آپ فرماتے ہیں: ''علم حدیث پہلے بہترین لوگ سیکھا کرتے تھے لیکن اب تو برے لوگوں نے اس فن میں حصہ لے لیا ہے۔ اگر میں پہلے سے ہی یہ جانتا تو میں حدیثیں بیان ہی نہ کرتا۔''

امام خطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بات یہ ہے کہ طالب علم کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں جو حدیثیں لکھنے کو آ بیٹھتے ہیں۔ محدّث کی صحبت بہت کم اٹھاتے ہیں۔ استاد کے اخلاق و عادات کا ان پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ ممکن ہے مغیرہ نے بعض ایسے ہی لوگوں کو دیکھ لیا ہو اور ان کی بے ادبی اور بری عادتوں سے خفا ہو کر یہ فرما دیا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ فی الواقع ایسے سست لوگ تقریباً ہر علمی مجلس میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے حدیث کا ادب کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

امام لیث بن سعد رحمہ اللہ ایسے ہی لوگوں کو اور ان کی ایسی ہی حرکتوں کو دیکھ کر فرماتے ہیں کہ تم تھوڑے سے ادب اور زیادہ عمل کے محتاج ہو۔

امام عبیدا للہ بن عمر رحمہ اللہ نے ایسے ہی لوگوں کی بھیڑ بھاڑ دیکھ کر فرمایا تھا کہ تم نے علم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ علم کی رونق گھٹا دی۔ اگر ہمیں اور تمہیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پا لیتے تو سخت سزا دیتے۔

امام سفیان رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر علم حدیث بھی بھلائی میں سے ہوتا تو اور بھلائیوں کی طرح یہ بھی کم ہو جاتا۔

آپ کا قول ہے کہ تمام بھلائیاں گھٹتی جا رہی ہیں اور یہ حدیث کی روایت بڑھتی جا رہی ہے۔ میرا گمان ہے کہ اگر یہ بھی بھلائی ہوتی تو یہ بھی گھٹتی۔

بعض لوگوں نے اس مضمون کو اپنے شعروں میں بھی ادا کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

''میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں ہر بھلائی کم ہوتی جا رہی ہے لیکن حدیث بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر یہ بھی بھلائی ہوتی تو اس کا حال بھی اور بھلائیوں کی طرح ہوتا لیکن حدیث کی راہ کا شیطان بڑا سرکش ہے۔ ابن معین لوگوں پر جرح تو کرتے ہیں لیکن آخر اللہ کی بارگاہ میں ان سے سوال ہوگا۔ اگر سچ نکلی تب بھی غیبت کے حکم میں ہے۔ اور اگر جھوٹ ہے پھر تو حساب بڑا سخت ہے۔''

علاّمہ حافظ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' شاعر کا یہ قول بالکل لغو ہے۔ علمائے کرام کا راویان حدیث پر جرح کرنا غیبت نہیں۔ بلکہ دراصل یہ مسلمانوں کی خیر خواہی ہے اور اس جرح کے ظاہر کرنے میں تو بڑا ثواب ہے۔ کیونکہ اس کو ظاہر کرنا فرض ہے اور چھپانا حرام ہے۔''

امام شعبہ، سفیان بن سعید، سفیان بن عینیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم سے پوچھا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کے حافظے میں نقصان وخرابی ہے یا اس پر روایتِ حدیث کے سلسلہ میں کوئی تہمت ہے تو کیا اسے ظاہر کرنا چاہیئے؟ سب بزرگوں نے بالاتفاق فرمایا کہ اسے ضرور ظاہر کر دو۔

ابو مسہر سے بھی سوال ہوتا ہے کہ اگر حدیث کا کوئی راوی غلطی کرنے والا ہو یا اس پر جھوٹ کا الزام ہو یا ہیر پھیر کر دیتا ہو تو اس کی یہ حالت بیان کر دینی چاہیئے؟ کہا: ہاں ضرور ظاہر کر دو، پوچھا گیا: پھر یہ غیبت تو نہ ہوگی؟ فرمایا: ہرگز نہیں۔

چونکہ اس بحث کو ہم اپنی کتاب الکفایۃ میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اس لئے اب یہاں اس سے زیادہ لکھنا ضروری نہیں جانتے۔ اب ہم پھر اصل بحث کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ سفیان رحمہ اللہ کے پہلے قول کا مطلب غریب اور منکر حدیثیں ہیں نہ کہ معروف اور مشہور حدیثیں، کیونکہ شاذ روایتیں اور منکر حدیثیں بھی بکثرت ہیں اور امام سفیان رحمہ اللہ ان کے بیان کرنے میں خیر وبرکت نہیں جانتے تھے کیونکہ اور ثقہ لوگوں کی روایت اس کے خلاف پاتے تھے۔ اور بزرگان سلف اور فقہائے امت کا عمل بھی اس کے خلاف پاتے تھے۔ اس لئے ان کے بیان سے روکتے تھے۔ سو یہ قول دوسرے بزرگوں

سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے بھی اس میں مشغول ہونا اور اپنا وقت اس میں صرف کرنا مکروہ بتایا ہے۔

ابراہیم فرماتے ہیں اسلاف غریب کلام اور غریب حدیثوں کو مکروہ جانتے تھے۔

امام یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں غریب حدیثیں کثرت سے بیان نہ کرو جنہیں سمجھدار علماء نے چھوڑ رکھا ہے ورنہ آخرش کذّاب کہلاؤ گے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بڑے افسوس سے فرمایا کرتے تھے کہ ان بے سمجھ لوگوں کو دیکھو! اصل حدیث تو چھوڑ دی اور غریب روایتوں کے پیچھے پڑ گئے۔

امام سفیان رحمہ اللہ کے قول کو صحیح حدیثوں اور معروف سنتوں پر محمول کرنا صراحتاً انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا اتنے بڑے امامِ حدیث کی نسبت یہ گمان بھی کوئی بھلا آدمی کر سکتا ہے ؟ پھر بالخصوص اس وقت جبکہ امام سفیان رحمہ اللہ حدیث کو مسلمان کا ہتھیار بتلاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ آدمی کو چاہیئے اپنی اولاد کو مار پیٹ کر بھی حدیث پڑھائے۔ ورنہ اللہ کے ہاں اس سے باز پرس ہوگی۔

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے طلب کرنے کا کوئی عمل حدیث سے افضل نہیں۔ کسی نے کہا کہ جناب پڑھنے والوں کی نیت ہی نہیں ہوتی۔ تو آپ نے جواب دیا کہ پڑھنا ہی نیت ہے بلکہ آپ تمام اعمال سے افضل نیک نیتی کے ساتھ علمِ حدیث کو حاصل کرنا بتلاتے ہیں۔ خود حدیثیں بیان کرتے پھر خوش ہو کر فرماتے : نہریں بہہ نکلیں، چشمے جاری ہو گئے۔ کبھی کبھی حدیث بیان کر کے فرماتے: لوگو! تمہارے لئے ایک ایک حدیث عسقلان اور منصور کی بادشاہت سے زیادہ بہتر ہے۔

امام مالک اور عبداللہ بن ادریس رحمہما اللہ کے ایک ایسے ہی قول کا صحیح مطلب:

(۵)...... عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ فرماتے ہیں :"ہم تو کہا کرتے تھے کہ روایتِ حدیث کی کثرت کی دھن بھی ایک قسم کا جنون ہے۔"

طنافسی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ قول بالکل سچ ہے۔

(٦)...... امام مالک رحمہ اللہ کا بھی قول ہے کہ روایتِ حدیث کی کثرت کرنے والے

اکثر مراد نہیں پاتے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ سے بھی کثرت روایت کے بارے میں اسی طرح کا ایک قول محفوظ ہے۔ وہ کہا کرتے تھے: ''ہم تو جانتے تھے کہ یہ بہت اچھی چیز ہے لیکن وہ تو بری چیز ثابت ہوئی۔''

ان علماءِ سلف کے کلام کا مطلب بھی وہی ہے جو امام سفیان رحمہ اللہ کے قول کا مطلب تھا یعنی یہ مذمت شاذ روایتوں کی ہے۔ امام مالک اور ابن ادریس رحمہ اللہ غریب حدیثوں کی بہ کثرت سندیں طلب کرنے اور منکر حدیثوں کی سندیں جمع کرنے کی برائی بیان کرتے ہیں۔ جیسے طائر اور خود والی، جمعہ کے غسل، علم اٹھ جانے کی خبر والی، درجات والوں کے بیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی مذمت والی، بغیر ولی کے نکاح نہ ہونے کے مسئلہ والی اور ایسی ہی دوسری حدیثیں جن کی سندیں جمع کرنے کے پیچھے لوگ پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان سندوں میں صحیح سندیں بہت ہی کم ہوتی ہیں اور یہ کام اکثر نوعمر مبتدی کیا کرتے ہیں۔ وہ لوگ صرف ان سندوں کو حفظ کرنا اور ان روایتوں کو آپس میں بیٹھ کر بیان کرنا ہی جانتے ہیں بلکہ ان میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جنہیں اور کوئی صحیح حدیث یاد ہی نہیں ہوتی۔ انہیں تو غریب حدیثوں کے مختلف طریق اور عجیب اسنادیں ہی یاد ہوتی ہیں۔ جن میں سے اکثر تو موضوع و من گھڑت اور مصنوع و جعلی ہوتی ہیں جن سے کوئی نفع نہیں۔ یہ لوگ اپنی عمر کا ایک حصہ اسی میں کھپا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے زمانے کے اکثر طالبِ علم نہ تو حدیثوں کو صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں نہ ہی ان میں پائے جانے والے احکام کو جان سکتے ہیں۔ غرض استنباط اور اجتہاد سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ ہمارے زمانے کے فقیہ کہلانے والوں کا بھی یہی حال ہے۔ یہ لوگ بھی انہی کے قدم بہ قدم چلتے ہیں۔ محدّثین سے حدیث سننا انہیں نصیب ہی نہیں ہوتا بلکہ متکلمین کی تصنیفات میں لگے رہتے ہیں۔ ان دونوں جماعتوں نے اپنے فائدے کی چیز کو تو پسِ پشت ڈال رکھا ہے اور بیکار کی دھن میں لگ گئے ہیں۔

ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کو ابو ثور رحمہ اللہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ آپ کے شاگرد علم حدیث میں ماہر رہے لیکن اب تو وہ اس کام میں لگ گئے ہیں کہ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ والی حدیث کی

کتنی سندیں ہیں؟ اس کے پیچھے پڑ جانے کی وجہ سے دوسرے لوگ ان پر غالب آ گئے۔

سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ کے اقوال کا صحیح مطلب:

(۷)...... امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' میرے نزدیک روٹی کا ایک ٹکڑا خیرات کر دینا ستّر حدیثیں بیان کرنے سے افضل ہے۔ ایک مرتبہ آپ سے کہا گیا کہ کوئی حدیث سنایئے؟ تو فرمایا:'' ایک ہڈی یا ایک روٹی خیرات کر دینا میرے نزدیک تمہیں دس حدیثیں سنانے سے افضل ہے۔'' آپ کا یہ قول بھی ہے کہ دنیا میں اس قوم سے بری کوئی قوم نہیں۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں پہلے تو میں نے اس قول کو بڑا برا جانا لیکن جب میں نے ان لوگوں کی ایسی حرکتیں دیکھیں تو مجھے بھی اس کا یقین ہوگیا۔

اعمش رحمہ اللہ کا قول ہے اگر میرے پاس کتے ہوتے تو میں ان لوگوں پر چھوڑ دیتا۔

علاّمہ حافظ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دراصل امام اعمش رحمہ اللہ کے اخلاق کچھ زیادہ اچھے نہ تھے اور حدیثیں بیان کرنے میں ان کی طبیعت میں بخل بھی تھا اور روایت کرنے میں ذرا تنگ دل تھے۔ ان کی یہ باتیں اہل علم میں مشہور ہیں۔

ایک مرتبہ رقبہ بن مصقلہ ان کے پاس آتے ہیں اور کچھ پوچھتے ہیں تو منہ چڑھا لیتے ہیں، رقبہ بھی غصہ ہوکر فرماتے ہیں:'' اللہ کی قسم! تمہاری تو ہروقت تیوریاں ہی چڑھی رہتی ہیں۔ بہت جلدی دل بھاری کر لیا کرتے ہو۔ آنے جانے والوں کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں۔ جہاں کسی نے تم سے کچھ پوچھ لیا، تمہاری ناک میں رائی کے دانے چڑھ گئے۔''

عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم ایک مرتبہ ایک جنازے کے ساتھ جارہے تھے اور ایک حدیث کا طالبِ علم امام اعمش رحمہ اللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے لئے آ رہا تھا۔ لوٹتے وقت انہیں راستہ سے ہٹا کر دور لے جا کر ایک طرف کھڑا کر دیا اور کہا: ابو محمد! جانتے ہو اس وقت تم کہاں ہو؟ اس وقت تم فلاں جگہ ہو۔ اب میں تمہیں تب تک یہاں سے لے جا کر تمہارے گھر نہیں پہنچاؤں گا۔ جب تک کہ اتنی حدیثیں مجھے نہ سناؤ جتنی میں اپنی ان تختیوں میں لکھ سکوں؟ مجبوراً انہیں کہنا پڑا کہ اچھا لکھو جب وہ تختیاں ختم کر چکا تو ان کو حفاظت سے رکھ لیا اور ان کا ہاتھ تھام کر لے چلا۔ جب کوفہ میں داخل ہوگئے تو اس طالبِ علم نے اپنی تختیاں

اپنی جان پہچان والے ایک آدمی کو دیدیں۔ جب امام اعمش رحمہ اللہ کا گھر آیا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور لوگوں سے کہا: اس نالائق سے تختیاں چھین لو۔ اس نے کہا: ابو محمد! وہ تختیاں تو دوسری جگہ پہنچ گئی ہیں۔ جب انہیں بالکل ناامیدی ہوچکی تو کہنے لگے: میں نے اس وقت جتنی حدیثیں تم سے بیان کی ہیں سب جھوٹی ہیں۔ اس نوجوان نے کہا: میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو محض آپ کی دھمکی ہے۔ آپ جیسا متقی وپرہیزگار آدمی جھوٹ نہیں بول سکتا۔

ایک اور واقعہ:

اعمش رحمہ اللہ کسی کو اپنے پاس بیٹھنے ہی نہ دیتے تھے۔ اگر کوئی بیٹھ جائے تو بات چیت موقوف کر دیتے تھے لیکن ایک صاحب تھے جو اعمش کو تنگ کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چپکے سے آکر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ امام اعمش بھی سمجھ گئے کہ آج پہلو میں کوئی بیٹھا ہے تو بار بار اس طرف تھوک اور کھنکار پھینکنے لگے لیکن وہ غریب چپ چاپ بیٹھا رہا کہ اگر انہیں میرے یہاں وجود کا پوری طرح یقین ہوجائے گا تو ابھی حدیث بیان کرنا چھوڑ دینگے۔

ایک مرتبہ حفص بن غیاث رحمہ اللہ نے ایک حدیث کی سند امام اعمش رحمہ اللہ سے پوچھی تو اس کی گردن پکڑ کر دیوار سے دے ماری اور کہا یہ سند ہے اس کی۔

جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم اعمش رحمہ اللہ کے پاس آتے تھے۔ ان کا کتا ہمیں بڑی ایذا دیتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو پھر ہماری بھیڑ لگنے لگی تو رو رو کر فرمانے لگے: بھلائی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا مرگیا۔

امام اعمش رحمہ اللہ کے ایسے واقعات بکثرت ہیں لیکن وہ اس بے رخی کے باوجود حدیث میں ثقہ، روایت میں عادل اور سنی سنائی حدیثوں کے ضبط کرلینے والے تھے۔ حافظہ کے بڑے زبردست تھے، یہی وجہ تھی کہ لوگ دور دراز سے سفر کرکے ان کے پاس آتے تھے اور حدیث سننے کیلئے ایک بھیڑ لگ جاتی تھی۔ کبھی وہ حدیث بیان کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔ اب ادھر سے اصرار ہوتا تھا تو آپ بگڑتے تھے اور پھر ان کی مذمت اور برائی کرتے تھے لیکن جب غصہ چلا جاتا اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا تو غضب کو صلح سے اور مذمت کو مدح سے بدل ڈالا کرتے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ جب میں کسی شیخ کو دیکھتا ہوں کہ وہ حدیث نہیں لکھتا تو

مجھے سخت غصہ آتا ہے۔ اور حیرت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب میں کسی طالبِ علم کو دیکھتا ہوں کہ وہ حدیث طلب نہیں کرتا تو، جی چاہتا ہے کہ اسے سخت سزا دوں اور جوتے لگاؤں۔

فرماتے ہیں کہ اگر میں بقال (سبزی فروش) ہوتا تو خیر تم مجھ سے پرے رہتے۔ یاد رکھو! اگر یہ حدیثیں نہ ہوتیں تو ہم میں اور بقال میں کوئی فرق نہ تھا۔ خود آپ تمام عمر یعنی مرتے دم تک علم حدیث کی طلب میں رہے۔ جب غصہ میں ہوتے تب تو فرما دیتے کہ اے اہل حدیثو! میں تم سے نہ تو حدیث بیان کرونگا، نہ تمہاری عزت افزائی کرونگا، نہ تم اس لائق ہو، نہ میں تم پر اس کا کچھ اثر ہوتا دیکھتا ہوں لیکن جب وہ اصرار کرتے اور ان کا غصہ بھی جاتا رہتا تو فرماتے: ہاں! لو حدیثیں سناتا ہوں، عزت و اکرام کرتا ہوں، تم تو ہو ہی تھوڑے، اللہ کی قسم! تم تو ان عوام الناس میں خالص سرخ سونے کی حیثیت رکھتے ہو۔

امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے:

(۸)...... وہ بھی کبھی تو غصہ میں کہہ دیتے کہ اصحابُ الحدیث بڑے برے لوگ ہیں، وہ تو مجنون ہیں، وہ ایسے اور ایسے ہیں۔ پھر جب غصہ ختم ہو جاتا تو تھوڑی دیر بعد کہنے لگتے کہ اصحابُ الحدیث سب لوگوں سے زیادہ بھلے لوگ ہیں۔ وہ ایسے اور ایسے بھلے آدمی ہیں۔

ابن عمار نے پوچھا: جناب یہ کیا؟ ابھی تو برا کہہ رہے تھے ابھی بھلا کہنے لگے۔ کہا: دیکھو تو! میں انہیں بھلا کیوں نہ کہوں یہ لوگ ایک سنی ہوئی حدیث کو مجھ سے خاص کر میری زبان سے سننے کو آتے ہیں اور میری ڈانٹ ڈپٹ سب کچھ سہتے ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو بغیر مجھ سے سنے بھی باہر جا کر کہہ سکتے تھے کہ ہم سے ابوبکر بن عیاش نے یہ حدیث بیان کی لیکن یہ ان کی کمال دیانت داری ہے کہ بے سنے ہرگز روایت نہیں کرتے۔

محمد بن ہشام عیشی رحمہ اللہ کہتے ہیں جب ہم آپ کے پاس آتے اور آپ کی طبیعت خوش ہوتی تو ہمیں دیکھتے ہی خوش ہو کر فرماتے۔ روئے زمین پر تم سے بہتر کوئی شخص نہیں، تمہاری وجہ سے سنت رسول اللہ ﷺ زندہ ہے۔ اور اگر ہم ان کی ناراضگی کے وقت آتے تو ہمیں برا بھلا کہنے لگ جاتے اور کہتے ان سے برا دنیا میں کوئی نہیں، ماں باپ کے نافرمان اور یہ لوگ نماز کی جماعت کے تارک ہیں۔ اس کے باوجود یہ بھی حدیث بیان کرنے میں ذرا

تامل کیا کرتے تھے۔

احمد بن ابوالحراری ان کے پاس کوفے میں آ کر کہتے ہیں: میں پردیسی آدمی ہوں، ایک آدھ حدیث مجھے بھی سنا دیجیے! تو کہنے لگے: شہری لوگ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ میں نے کہا جناب میں شام کا رہنے والا ہوں۔ کہا: پھر تو تم سے یہ اور زیادہ دور ہے۔

وہ فرمایا کرتے تھے: اگر میں یہ جان لوں کہ علم حدیث کو کوئی محض دینداری کے طور پر پڑھتا ہے تو میں اس کے گھر جا کر پڑھا آیا کروں۔ میں کبھی کبھی تم پر غصے ہو جایا کرتا ہوں، اسے میں خود محسوس کرتا ہوں اور خود مجھے یہ برا معلوم ہوتا ہے میں دل سے جانتا ہوں کہ تم اس پاک اور شریف علم کے اہل ہو۔ اگر تم بھی اسے چھوڑ دو تو پھر یہ علم ہی جاتا رہے۔

ایک اور عجیب وغریب واقعہ:

احمد بن بدیل رحمہ اللہ کے پاس ایک مرتبہ اہل حدیث کا مجمع ہوتا ہے اور ان کی حدیث کے بیان کی سختی اور روایت کی کمی کا شکوہ ہوتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں: تم نے کچھ دیکھا ہی نہیں، کاش کہ تم ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ کو دیکھتے۔ انہوں نے کہا: جناب ان کا کیا حال تھا؟ کہا سنو! ایک مرتبہ میں اور ابوکریب اور یحییٰ بن آدم اور ایک ہاشمی شخص ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمیں صرف دس حدیثیں سنا دیجیے تو کہنے لگے: میں تو دو بھی نہ سناؤں۔ کہا: اچھا مہربانی فرما کر دو ہی سنا دیجیے۔ کہنے لگے: میں تو آدھی بھی نہ سناؤں۔ کہا: اچھا آدھی ہی سنائیں۔ تو کہنے لگے: اچھا بتاؤ اسناد سناؤں یا متن؟ تو شیخ یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ نے کہا: جناب! ہمارے نزدیک اسناد تو آپ خود ہیں۔ آپ الفاظِ حدیث ہی بیان کر دیجیے۔ اب انہوں نے بلا سند ایک حدیث سنا دی۔

ایک مرتبہ ان سے کہا جاتا ہے کہ جناب! حدیثیں سنایئے تو صاف انکار کر جاتے ہیں، لوگ کہتے ہیں اچھا ایک ہی سہی، تو فرماتے ہیں: اچھا سنو! مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ رحمہ اللہ کو مٹکا لڑھکاتے ہوئے دیکھا ہے۔

دیکھا آپ نے۔ ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ کو کوئی حدیث بیان کرنا منظور نہ تھا اور اصحابِ حدیث مجبور کر رہے تھے تو ایک ایسی بات بیان کر دی جس میں نہ تو کوئی بھلائی ہے نہ وہ سننے

والوں کیلئے کونفع بخش ہے۔

امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ کا کھلے لفظوں میں اہلحدیث کے فضائل بیان کرنا:

حمزہ بن سعید مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ اپنا ہاتھ یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ کے زانو پر مار کر فرمایا: اے یحییٰ! دنیا میں کوئی قوم اہلِ حدیث سے افضل نہیں۔

سعید بن یحییٰ بن ازہر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''میں نے اہل حدیث سے افضل کسی قوم کو نہیں دیکھا۔ دیکھئے! وہ لوگ ایک ایک کلمہ سننے کے لئے میرے پاس کئی کئی مرتبہ آتے ہیں حالانکہ سنے بغیر بھی اگر میرا نام لے کر روایت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔''

ہناد بن سری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ گھر سے نکلے اور اہل حدیث کا ایک مجمع اپنے دروازے پر دیکھ کر فرمانے لگے: یہ بہترین لوگ ہیں اگر یہ چاہتے تو لوٹ جاتے اور کہہ دیتے ہم نے ان سے سنا ہے۔

ہم نے اپنی اس کتاب میں حدیث اور اہلِ حدیث (یعنی جو لوگ کہ حدیث کے حفظ کرنے اور اس کے بیان کرنے کیساتھ مخصوص ہیں) کی فضیلت بیان کر دی ہے۔ سننے اور یاد رکھنے والوں کو یہ کتاب کافی ہے اور اس مضمون کی دوسری کتابوں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔ اس کے بعد ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ایک مستقل کتاب اس مضمون پر لکھنے والے ہیں کہ حدیث کے روایت کرنے والوں اور اسے حفظ کرنے والوں کے اخلاق و آداب کیا ہونے چاہئیں؟ ان پر کیا واجب ہے؟ کیا مستحب ہے؟ کیا مکروہ ہے؟ کیونکہ کسی اہلِ حدیث کو اس کے معلوم کیئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دعاء ہے کہ وہ اپنی مرضی کے ان کاموں پر ہماری مدد فرمائے اور خطا ولغزش سے ہمیں بچائے وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

والحمدللّٰہ حقّ حمدہٖ وصلوتُہٗ علٰی محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلامہٗ۔